جلد 52 شمارہ 2011/02ء

صلح 1390 ہش / فروری 2011ء

پیشگوئی مصلح موعود | حضرت مصلح موعود کی پر شوکت تحریرات | ایک قرآنی آیت کی صداقت | عربی کا سنسکرت زبان پر اثر | جلسہ سالانہ قادیان 2010ء | تھرونگر پارکر کا تعارف

ماہنامہ انصار اللہ

''فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق والعلاء کانّ اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی''

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

ایڈیٹر
محمد محمود طاہر

20/- فی پرچہ 200/- سالانہ

حضرت مصلح موعود لاہور (1944ء) جلسہ مصلح موعود میں خطاب فرما رہے ہیں

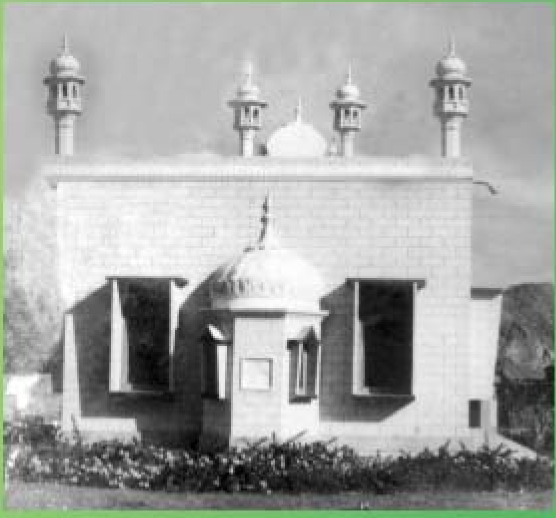

بیت یادگار

«افتتاح ربوہ کے موقع پر حضرت مصلح موعود نے اس مقام پر نماز باجماعت پڑھائی»
«1953ء میں یہاں بیت یادگار تعمیر کردی گئی»

حضرت مصلح موعود ہوشیار پور (1944ء) جلسہ مصلح موعود میں خطاب فرما رہے ہیں۔

احمدی انصار کی تعلیم وتربیت کیلئے

ماھنامہ

انصاراللہ

ایڈیٹر: محمد محمود طاہر

تبلیغ 1390ھش فروری 2011ء
جلد 52
شمارہ 02

فون نمبر 047-6212982 فیکس 047-6214631
موبائل نمبر 0336-7700250
ای میل: ansarullahpakistan@gmail.com

نائبین

☆ ریاض محمود باجوہ
☆ محمود احمد اشرف
☆ مبشر احمد خالد

پبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ:
فرحان احمد مذکاء
مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ
دارالصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ پاکستان
سالانہ .... 200 روپے
قیمت فی پرچہ .... 20 روپے

اس شمارہ میں

اداریہ 2-3
القرآن والحدیث 4
پیشگوئی مصلح موعود 5-7
اردو منظوم کلام 8
قصیدہ نعمت اللہ شاہ ولی 9
حضرت مصلح موعود کی پرشوکت تحریرات 10-12
ایک قرآنی آیت کی صداقت (محمود احمد اشرف) 13-17
عربی کا سنسکرت زبان پر اثر (مجاہد احمد شاستری) 18-24
جلسہ سالانہ قادیان 2010ء (محمد محمود طاہر) 25-29
احباب کوٹ تھلہ کا اخلاص (کوثر ضیاء) 30-31
تھرو نگر پارکر کا تعارف (محمد عاصم حلیم) 32-34
نظم 35
اخبار مجالس 36-37
مقابلہ مقالہ نویسی انصاراللہ 38-40

اداریہ

پسر موعود کی عظیم الشان پیشگوئی

۲۰ فروری کا دن جماعت احمدیہ میں غیر معمولی اہمیت کا حامل اور امتیازی شان رکھتا ہے جس روز اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودکو دین حق کے شرف کے لئے ایک مہتم بالشان پیشگوئی سے نوازا جس میں آپ کو پسر موعود کی پیش خبری عطا کی گئی۔ پسر موعود کی اہمیت کا اندازہ اس کے پس منظر سے لگایا جا سکتا ہے کہ الٰہی نوشتوں میں اس کی بشارت دی گئی تھی کہ مسیح موعودؑ کی آسمانی بادشاہت کا وارث اس کا بیٹا بھی ہوگا۔ چنانچہ طالمود میں یہ پیشگوئی درج ہے کہ مسیح موعودؑ کے بعد اس کی بادشاہت اس کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی۔ مخبر صادق، ہادی عالم ﷺ نے مسیح موعود کے لئے یہ خبر دی کہ وہ شادی کرے گا اور اس کو اولاد دی جائے گی۔ ظاہر ہے یہ عام اولاد کا وعدہ نہیں بلکہ موعود اولاد دی جائے گی جو اس کے روحانی کمالات کی نظیر و مثیل ہوگی۔ بزرگان سلف نے اس عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر اپنے کلام میں کیا ہے جس سے وہ پیشگوئی پسر موعود کی اہمیت کو زندہ کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ پانچویں صدی کے شامی بزرگ حضرت امام یحییٰ بن عقبؒ نے تو کھلے لفظوں میں پیشگوئی کرتے ہوئے پسر موعود کا نام محمود بھی ان الفاظ میں بتادیا۔

وَ مَحْمُوْدٌ سَیَظْهَرُ بَعْدَ هٰذَا   وَیَمْلِکُ الشَّامَ بِلَا قِتَالٍ

اور اس کے بعد محمود ظاہر ہوگا جو ملک شام کو کسی جنگ کے بغیر ہی فتح کرلے گا۔ ہندوستان کے ایک بزرگ حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ نے اپنے مشہور قصیدہ میں مسیح موعود کا نام احمد بتایا اور پھر پیشگوئی کی کہ:۔

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب مسیح موعود کا زمانہ کامیابی سے گزر جائیگا تو اس کے نمونہ پر اس کا بیٹا یادگار رہوگا۔

الٰہی نوشتوں کے پورا ہونے کا وقت جب قریب ہونے لگا اور حضرت مسیح موعودکو خلعت ماموریت سے سرفراز کردیا گیا تو حصول نشان کے لئے خلوت نشینی کی دعاؤں کا الٰہی اشارہ ہوا اور ارشاد ہوا کہ تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہو گی۔ ہوشیار پور کے مبارک سفر کے لئے حضرت مسیح موعودؑ ۲۲ جنوری ۱۸۸۶ء کو روانہ ہوئے۔ ہوشیار پور میں محترم شیخ مہر علی صاحب کے گھر طویلہ کے بالا خانہ میں خلوت نشینی اختیار کی اور آپ اپنے مولیٰ کے حضور متضرعانہ دعائیں کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ایام میں اپنی رحمتوں اور برکتوں کی بارش آپ پر نازل کی اور پھر سب سے بڑھ کر پیشگوئی پسر موعود سے

نوازا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اس آسمانی بشارت کو بصورت اشتہار تحریر فرمایا جو اخبار ریاض ہند امرتسر یکم مارچ ۱۸۸۶ء کی اشاعت میں بطور ضمیمہ شائع ہوا۔

حضرت مسیح موعودؑ کو یہ بھی بتایا گیا کہ پسر موعود نو برس کے اندر اندر پیدا ہوگا۔ ابھی پیشگوئی کو تین برس بھی پورے نہ ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو پسر موعود سے نوازا اور ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو آپ کے ہاں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی ولادت باسعادت ہوئی اور یہی وہ تاریخی دن ہے جب حضرت مسیح موعود نے اشتہار ”تکمیل تبلیغ“ تحریر فرمایا اور اپنے سلسلہ میں داخل ہونے والوں کے لئے دس شرائط بیعت تحریر کیں۔

پیشگوئی پسر موعودؑ کے الفاظ کہ ”وہ جلد جلد بڑھے گا“ کے مطابق سیدنا محمود نے جلد جلد روحانی و علمی ترقیات کی منازل طے کیں۔ آغاز جوانی میں ہی ”تشحیذ الاذہان“ جیسا علمی رسالہ نکالا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کو مجلس معتمدین کا ممبر مقرر فرمایا۔ خلافت اولیٰ میں حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ خلافت اولیٰ میں ہی آپ نے اخبار الفضل جاری فرمایا اور پھر ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کے بعد آپ خلیفۃ المسیح کی مسند پر متمکن ہوئے۔ اپنی ولولہ انگیز قیادت اور اولوالعزمی سے آپ نے نہ صرف جماعت احمدیہ کو مستفیض کیا بلکہ قوموں نے بھی آپ سے برکت حاصل کی۔ آپ کے عظیم الشان کارناموں میں ذیلی تنظیموں کا قیام، صدر انجمن میں نظارتوں کا قیام، مجلس شوریٰ کا نظام، تحریک جدید، وقف جدید کا اجراء، وقف زندگی کا منظم نظام، عالمگیر اشاعت دین کے منصوبے، تراجم قرآن شریف، تفسیر صغیر و تفسیر کبیر کی اشاعت، ولولہ انگیز لٹریچر و علمی خدمات اور قیام پاکستان کے بعد مرکز احمدیت ربوہ کا قیام شامل ہیں۔

۱۹۴۴ء وہ سال ہے جب آپ پر اللہ تعالیٰ نے منکشف فرمایا کہ آپ ہی پیشگوئی پسر موعود کے مصداق اور مصلح موعود ہیں۔ چنانچہ ۵ اور ۶ر جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کی کوٹھی واقع ۱۳ ٹمپل روڈ میں ایک رؤیا کے ذریعہ آپ پر منکشف ہوا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ قادیان میں آکر ۲۸ر جنوری ۱۹۴۴ء کو آپ نے خطبہ جمعہ میں پہلی بار مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا اور ۷، ۸ر نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی رات کو آپ کا وصال ہوا۔

پیشگوئی مصلح موعود کے ذریعہ جلال الٰہی کا ظہور ہوا، کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوا، الٰہی نوشتے پورے ہوئے، صداقت دین حق عیاں ہوئی اور اشاعت دین کی مضبوط بنیاد قائم ہوئی۔ اب ہمارا فرض ہے کہ سیدنا مصلح موعود کی خواہشات وتمناؤں کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں اور آپ کے مشن کو پورا کرنے کے لئے کوشاں رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

القرآن

آخرین میں بعثت

وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

(سورہ الجمعۃ:۴)

ترجمہ: اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ان کو اولاد دی جائے گی

یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَهٗ

(مشکوۃ مجتبائی صفحہ 480 باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے وہ شادی کریں گے اور ان کو اولاد ہوگی۔

پیشگوئی مصلح موعود

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔(جلّشانہ و عزّاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا۔ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین ...... کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ؐ کو انکار اور تکذیب کی راہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ

تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند مظھر الاوّل و الآخر مظھر الحق و العلاء کانّ اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔و کان امرا مقضیا ۔

پھر خدائے کریم جلّشانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ اُن کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور اُن کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلا دے گا اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا۔اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔تیری ذرّیت منقطع نہیں ہوگی اور آخر دنوں تک سرسبز رہے گی۔خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے۔عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا۔ پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ ...... کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ

ہے خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔''

غلام احمد مؤلف (براہین احمدیہ) ہوشیارپور طویلہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء

(ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء بحوالہ روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ ۶۴۷، ۶۴۸)

مصلح موعود ہونے کا اعلان

حضرت مصلح موعود نے ۲۸ر جنوری ۱۹۴۴ء کو پہلی دفعہ قادیان دارالامان میں اپنے خطبہ جمعہ میں مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا پھر ۲۰ر فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیارپور میں اعلان فرمانے کے بعد ۱۲ر مارچ ۱۹۴۴ء کو بمقام لاہور جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''آج مَیں اِس جلسہ میں اُسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳ر ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ (دین حق) دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہوگی'' (الفضل ۱۸ر فروری ۱۹۵۸ء)

اردو منظوم کلام

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اُس مَہ سے اندھیرا
دِکھاؤں گا کہ اِک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اِک دل کی غذا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مِری ہر بات کو تُو نے چلا دی
مِری ہر روک بھی تُو نے اُٹھا دی
مری ہر پیشگوئی خود بنا دی
تَرٰی نَسْلاً بَعِیْدًا بھی دِکھا دی
جو دی ہے مُجھ کو وُہ کِس کو عطا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

بہار آئی ہے اِس وقت خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں
ملاحت ہے عجب اس دلستاں میں
ہُوئے بدنام ہم اِس سے جہاں میں
عدُو جب بڑھ گیا شوروفغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِنہاں میں
ہُوا مُجھ پہ وُہ ظاہر میرا ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین اردو صفحہ:۵۰)

قصیدہ حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ

پسرش یادگار مے بینم

غین ورے سال چوں گزشت از سال
بوالعجب کاروبار مے بینم

یعنی بارہ سو سال گزرتے ہی عجیب عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں

چوں زمستانِ بے چمن بگوشت
شمس خوش بہار مے بینم

یعنی جبکہ زمستانِ بے چمن...... کاموسم خزاں گزر جائے تو چودھویں صدی کے سر پر آفتاب بہار نکلے گا

دور او چُوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا تو اس کے نمود پر اُس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا

ا۔ح۔م و دال مے خوانم
نامِ آں نامدار مے بینم

یعنی کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا کہ اس امام کا نام احمد ہو گا

مہدیٔ وقت و عیسیٰ دوراں
ہر دو را شہسوار مے بینم

یعنی وہ مہدی بھی ہو گا اور عیسیٰ بھی دونوں صفات سے اپنے تئیں ظاہر کرے گا

(نشانِ آسمانی روحانی خزائن جلد ۴ ص ۳۷۱ تا ۳۷۷)

حضرت مصلح موعود کی
پُر شوکت تحریرات

سیدنا حضرت مصلح موعود جن کی ولادت باسعادت الٰہی بشارتوں کے مطابق ہوئی اور آپ ہی وہ پسر موعود تھے جس کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشتہار ۲۰ ؍فروری ۱۸۸۶ء میں فرمائی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کے بعد ۱۴؍ مارچ 1914ء کو مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہی آپ کو نہایت کڑے اور صبر آزما حالات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت سے یہ اولوالعزم خلیفہ ہر مخالفت اور فتنے کے سامنے ایک آہنی دیوار کی طرح ثابت قدم رہا۔حضرت مصلح موعود نے استحکام خلافت کے لیے بیش قیمت قربانیاں دیں اور آپ کی سعی ثمر آور ہوئی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت حقہ احمدیہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت سے مستحکم بنیادوں پر قائم اور فیضانِ نبوت کو جاری رکھے ہوئے ہے۔خلافت کی اہمیت ،غرض و غایت ، مقاصد ، برکات اور استحکام کے بارہ میں سیدنا حضرت مصلح موعود عمر بھر اپنے کلماتِ طیبات اور پُر اثر تحریرات سے احباب جماعت کو متمتع کرتے رہے۔یہ تحریرات فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے شائع شدہ کتاب خلافۃ علی منہاج النبوۃ میں یکجائی طور پر شائع ہوچکی ہیں چند اقتباسات ہدیہ قارئین کئے جا رہے ہیں۔خلیفہ خدا بناتا ہے سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

’’مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور کوئی شخص نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے۔اگر تم میں کوئی ماں کا بیٹا ایسا موجود ہے جو میرا مقابلہ کرنے کا شوق اپنے دل میں رکھتا ہو تو وہ اب میرے مقابلہ میں اُٹھ کر دیکھ لے۔خدا اُس کو ذلیل اور رُسوا کرے گا بلکہ اُسے ہی نہیں اگر دنیا جہان کی تمام طاقتیں مل کر بھی میری خلافت کو نابود کرنا چاہیں گی تو خدا اُن کو مچھر کی طرح مسل دے گا اور ہر ایک جو میرے مقابلہ میں اُٹھے گا گرایا جائے گا، جو میرے خلاف بولے گا وہ خاموش کرایا جائے گا اور جو مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کرے گا وہ خود ذلیل اور رُسوا ہوگا‘‘۔ (خلافت راشدہ، انوار العلوم جلد ۱۵ صفحہ ۵۹)

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت علیم بڑی شان کے ساتھ آپ کے وجود میں ظاہر فرمائی۔چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

’’عہدۂ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک اُمت مُسلمہ اِس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور اُن سے فائدہ اُٹھائے۔

وہ کونسا (دینی) مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، (۔) اقتصادیات، (۔) سیاسیات اور (۔) معاشرت وغیرہ پر تیرہ سَو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا مجھے خدا نے اس خدمت دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جن کو آج دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے، مجھے لاکھ بُرا بھلا کہے جو شخص (دین حق) کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اُسے میرا خوشہ چیں ہونا پڑے گا اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا''۔ (خلافت راشدہ، انوار العلوم جلد ۱۵ صفحہ ۵۸۷)

پھر فرماتے ہیں:۔

''جب میری خلافت کا آغاز ہوا تو اُس وقت میں نہیں سمجھتا تھا کہ میں کوئی دین کی خدمت کر سکوں گا۔ ظاہری حالات میرے خلاف تھے، کام کی قابلیت میرے اندر نہیں تھی، پھر میں نہ عالم تھا نہ فاضل، نہ دولت میرے پاس تھی نہ جتھا، چنانچہ خدا گواہ ہے جب خلافت میرے سپرد ہوئی تو اُس وقت میں یہی سمجھتا تھا کہ خدا کے عرفان کی نہر کا ایک بند چونکہ ٹوٹ گیا ہے اور خطرہ ہے کہ پانی اِدھر اُدھر بہہ کر ضائع نہ ہو جائے، اس لیے مجھے کھڑا کیا گیا ہے تا کہ میں اپنا دھڑ اُس جگہ ڈال دوں جہاں سے پانی نکل کر بہہ رہا ہے اور وہ ضائع ہونے سے محفوظ ہو جائے چنانچہ میں نے دین کی حفاظت کے لیے اپنا دھڑ وہاں ڈال دیا اور میں نے سمجھا کہ میرا کام ختم ہو گیا مگر میری خلافت پر ابھی تین دن بھی نہیں گزرے تھے کہ خدا تعالیٰ کے نشانات بارش کی طرح برسنے شروع ہو گئے''۔

(خلافت راشدہ۔ انوار العلوم جلد ۱۵ صفحہ ۵۸۹)

خلافت کی قدر کرنا اور اس کی مضبوطی کے لیے کوشاں رہنا ہماری ذمہ داری ہے۔ اسی طرف متوجہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

''(اہل دین) نے چونکہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت کی ناقدری کی اور اُسے اُڑا دیا اور پھر اس کی برکات کو سمجھنے کی کوشش نہ کرتے ہوئے دُنیوی بادشاہوں کو خلیفہ کہنا شروع کر دیا اس لیے وہ خلافت کی برکات سے محروم ہو گئے۔ اب یہ ہماری جماعت کا کام ہے کہ وہ اس غفلت اور کوتاہی کا ازالہ کرے اور خلافت احمدیہ کو ایسی مضبوطی سے قائم رکھے کہ قیامت تک کوئی دشمن اس میں رخنہ

اندازی کرنے کی جرأت نہ کر سکے اور جماعت اپنی روحانیت اور اتحاد اور تنظیم کی برکت سے ساری دنیا کو (دین) کی آغوش میں لے آئے''۔ (انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۳۶۵، ۳۶۶)

خلافت ایک عظیم نعمت ہے جو بچوں کے لیے ماں کا کام کرتی ہے۔جس کی آغوش میں آکر سارے غم اور دکھ ختم ہو جاتے ہیں اور سکون حاصل ہوجاتا ہے۔ماں کی طرح خلیفہ جماعت کے سارے دُکھ اپنے دامن میں سمیٹ کر ربّ اعلیٰ سے ان دکھوں کے مداوا کیلئے دست بدعا ہوجاتا ہے۔اس کیفیت کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے رُوگردانی کی ہے کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ **تمہارے لیے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لیے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے** مگر ان کے لیے نہیں ہے۔تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لیے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لیے ایسا کوئی نہیں ہے۔کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اُس کو چین نہیں آتا لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔پس تمہاری آزادی میں تو کوئی فرق نہیں آیا ہاں تمہارے لیے ایک تم جیسے ہی آزاد پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوگئی ہیں''۔(برکات خلافت۔انوار العلوم جلد ۲ صفحہ ۱۵۸)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ دامن خلافت سے وابستہ رکھے اور سیدنا حضرت مصلح موعود کے دعائیہ الفاظ میں ہم یہ تمنا کرتے رہیں کہ:۔

''میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو ہمیشہ خلافت کا خدمت گزار رکھے اور تمہارے ذریعہ احمدیہ خلافت قیامت تک محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ (۔) اور احمدیت کی اشاعت ہوتی رہے اور تم اور تمہاری نسلیں قیامت تک اس کا جھنڈا اونچا رکھیں اور کبھی بھی وہ وقت نہ آئے کہ (۔) اور احمدیت کی اشاعت میں تمہارا یا تمہاری نسلوں کا حصہ نہ ہو بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لیے تمہارا اور تمہاری نسلوں کا اس میں حصہ ہو اور جس طرح پہلے زمانہ میں خلافت کے دشمن ناکام ہوتے چلے آئے ہیں تم بھی جلدی سالوں میں نہیں بلکہ مہینوں میں ان کو ناکام ہوتا دیکھ لو''۔آمین

(خدام الاحمدیہ سے خطاب ۲۱ / اکتوبر ۱۹۵۶ء، الفضل ۲۴ / اپریل ۱۹۵۷ء)

تیزابیت و الکلیت کے ہمہ گیر مظاہر اور

ایک آیت قرآنی میں پوشیدہ سائنسی حقیقت

﴿مکرم محمود احمد اشرف صاحب﴾

قدرت کے بعض مظاہر ایسے ہیں جو ہماری زندگی اور اس کی بقا میں ہر وقت مختلف طرح سے ایک ہمہ گیر کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں اور ہم ان سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔ان مظاہر کا کسی قدر تفصیل سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت کسی حد تک ہم پر آشکار ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مادر مہربان سے بہت بڑھ کر اپنی مخلوق کے لیے ہر قسم کے انتظامات کر رکھے ہیں۔اسی قسم کا ایک عمل جو بالعموم ہماری نظروں سے مخفی رہتا ہے وہ تیزابیت اور الکلیت کا عمل ہے۔ایک عام انسان تو یہ لفظ اس وقت استعمال کرتا ہے جب اسے خوراک کی نالی اور معدے وغیرہ میں ایک خاص قسم کی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ تیزابیت اور اس کا دائرہ عمل اس سے بہت وسیع ہے۔بہت وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کائنات خصوصاً زندہ اجسام میں کیمیائی طور پر جو توڑ پھوڑ کا عمل ہوتا ہے اس کا ایک باعث تیزابیت بھی ہے۔اب اس ضروری عمل کے مضر اثرات بھی ہیں جن سے محفوظ رکھنے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے تمام انتظامات کر رکھے ہیں۔

تیزاب اور الکلی کیا ہیں؟ تیزاب کو انگریزی میں ایسڈ کہتے ہیں جو لاطینی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی کھٹے کے ہوتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے تیزاب کھٹا ذائقہ رکھتے ہیں اور بہت سی کھٹی چیزیں اس لیے کھٹی ہوتی ہیں کہ ان کے اندر بعض قسم کے تیزاب پائے جاتے ہیں۔تمام تیزاب کیمیائی مرکبات ہیں جو کئی قسم کے ہوسکتے ہیں۔مثال کے طور پر ترشادہ پھل جیسے لیموں اور مالٹا وغیرہ کے اندر ایک تیزاب پایا جاتا ہے جسے سٹرک ایسڈ کہا جاتا ہے۔اسی طرح سرکے میں بھی ایک قسم کا تیزاب پایا جاتا ہے جسے ایتھونک ایسڈ کہا جاتا ہے۔چائے میں بھی ایک ایسڈ ہوتا ہے جسے ٹینک ایسڈ کہتے ہیں۔زمیندار مٹی کی تیزابیت سے خوب واقف ہوتے ہیں جس کی کمی بیشی فصلوں پر گہرے اثرات مترتب کرتی ہے۔بارش کے پانی میں بھی ہلکی سی تیزابیت ہوتی ہے۔معدے میں تیزاب غذا کو سادہ تر اجزاء میں توڑنے کے لیے بے حد اہم کردار ادا کرتا ہے تاکہ وہ ہضم ہوجائے۔خون کی تیزابیت بھی بے حد اہم ہوتی ہے۔

تیزاب کے ساتھ ایک اور لفظ الکلی (alkali) (اس لفظ کا درست انگریزی تلفظ الکلائی ہے مگر اردو میں اسے الکلی ہی کہا جاتا ہے) کا استعمال ہوتا ہے جو کہ علم کیمیا کی ایک اور اصطلاح ہے۔اور تیزاب کی طرح الکلی سے مراد بھی بعض کیمیائی مرکبات ہی ہیں جن کی بعض مخصوص صفات ہوتی ہیں۔تیزاب اور الکلی میں مشترک صفت یہ ہے کہ یہ دونوں کاٹنے اور جلانے یا توڑنے کا کام کرتے ہیں۔مثال کے طور پر معدے کا تیزاب غذا کو ہضم کرنے میں جو کردار ادا کرتا ہے وہ دراصل پیچیدہ مرکبات کو سادہ تر اجزاء میں توڑنے کا ہی ہوتا ہے۔تیزاب کی کئی مثالیں اوپر گزر چکی ہیں۔الکلی کی مثالوں میں صابن،

دھلائی کا پوڈر اور صفائی وغیرہ کے لیے استعمال ہونے والے بعض دیگر کیمیائی مرکبات شامل ہیں۔ تیز اب اور الکلی میں بعض مشترک صفات کے ساتھ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ تیز اب اور الکلی ایک دوسرے کے اثر کو زائل کردیتے ہیں۔ مثلاً شہد کی مکھی کاٹتی ہے تو جلد میں ایک تیز ابی مادہ داخل کرتی ہے۔ اس کی جلن کو زائل کرنے کے لیے صابن لگایا جاسکتا ہے جو کہ الکلی ہوتا ہے۔ اسی طرح بھڑ کاٹے تو وہ الکلی جلد میں داخل کرتا ہے اس کی جلن کو زائل کرنے کے لیے کوئی تیز اب مثلاً سرکہ وغیرہ لگایا جاسکتا ہے۔ تیز اب اور الکلی یہ کیمیائی خصوصیات کیوں رکھتے ہیں؟ بات یہ ہے کہ تیز اب اور الکلی دونوں میں ہائیڈروجن کے ایٹم ایک مشترک چیز ہیں۔ ہائیڈروجن سب سے ہلکا عنصر ہے۔ اس کا ایٹم سب سے چھوٹا ایٹم ہوتا ہے جو صرف ایک پروٹان اور ایک الیکٹرون پر مشتمل ہوتا ہے۔ تیز اب میں تو ہائیڈروجن کے جو ایٹم ہوتے ہیں وہ الیکٹرون کے بھی بغیر ہوتے ہیں۔ یعنی وہ صرف ایک پروٹان پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اسے کیمسٹری کی زبان میں آئن کہا جاتا ہے۔ کسی چیز کو کاٹنے کا یہ ایک عام فہم اصول ہے کہ کاٹنے والی چیز اتنی باریک ہونی چاہئے کہ وہ اس چیز کے اندر گھس جائے جس کو کاٹا جانا ہے۔ کم وبیش یہی بات کاٹنے کے اس عمل سے تعلق رکھتی ہے جو تیز اب یا الکلی کرتا ہے۔ ہائیڈروجن کا ایٹم چونکہ بہت چھوٹا ہوتا ہے اس لیے سمجھانے کے لیے کہا جاسکتا ہے کہ یہ دیگر مرکبات کے اندر گھس کر انھیں کاٹنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

تیز اب خوراک کو ہضم کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تاہم اگر زیادہ ہو تو خود معدے کی دیوار میں زخم پیدا کر دیتا ہے جسے ہم السر کہتے ہیں۔ بہت سے آبی جاندار اپنی بقا کے لیے تیز ابیت کی ایک خاص مقدار کے بھی محتاج ہوتے ہیں۔ اس کی کمی یا اس میں زیادتی ان کو ہلاک کردیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تیز اب بکٹیریا وغیرہ کو ختم کرنے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسی اصول کے تحت پیاز اور بعض دیگر سبزیوں کو چھیل کر اور کاٹ کر سرکے میں ڈالا جاتا ہے اور وہ دیر تک محفوظ رہتی ہیں کیونکہ تیز اب ہر قسم کی خوردبینی حیات کو ختم کرتا ہے اس لیے خوراک گلنے سڑنے سے بچ جاتی ہے۔ یہی بات پودوں پر اطلاق پاتی ہے۔ ان کی بقا اور ان کی نشوونما ایک خاص حد تک تیز ابیت کو چاہتی ہے۔ انسانی جسم میں بھی تیز ابیت کا ایک حد سے کم ہوجانا یا اس کا ایک حد سے بڑھ جانا بے حد خطرناک ہوسکتا ہے۔ یہاں تک کہ خون کی تیز ابیت میں صرف اعشاریہ پانچ کی تبدیلی سے ہم مرسکتے ہیں۔ اور اس صورت حال سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جسم کو ایک خاص نظام عطا کررکھا ہے۔ کسی غیر معمولی تبدیلی کی صورت میں جسم بعض خاص قسم کے مادے پیدا کرتا ہے جو تیز ابیت اور الکلیت کو خون میں ایک خاص سطح تک برقرار رکھتے ہیں۔ نئی کتاب کے صفحات بہت سفید ہوتے ہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ پیلے پڑجاتے ہیں۔ اس کی وجہ بھی دراصل ایک تیز اب ہوتا ہے جو کاغذ میں موجود ہوتا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ کاغذ کے ریشے کو توڑنا شروع کردیتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ تیز ابیت اور الکلیت کا عمل ہر وقت ہماری زندگی پر مختلف طرح سے اثر انداز ہو رہا ہے۔

تیزابیت اور الکلیت ماپنے کی سکیل:

تیزابیت اور الکلیت کو ماپنے کے لیے پی ایچ سکیل بنائی گئی ہے جو ایک سے لیکر چودہ تک ہوتی ہے۔ پی ایچ کے معنی ہیں پاور آف ہائیڈروجن۔ یعنی اس کے ذریعے ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ کسی محلول میں ہائیڈروجن کے کتنے آئنز موجود ہیں۔ اس سکیل کو ایک سے لیکر چودہ درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک طاقتور ترین تیزاب کو ظاہر کرتا ہے اور چودہ طاقتور ترین الکلی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے بالکل درمیان میں وہ نقطہ ہے جو نیوٹرل ہے یعنی وہاں نہ تیزابیت ہے اور نہ الکلیت ہے۔ اس کے مطابق ایک تیزابی محلول کا پی ایچ لازماً سات سے کم اور ایک الکلی محلول کا پی ایچ لازماً سات سے زیادہ ہوگا۔ اور ایک نیوٹرل محلول کا پی ایچ عین سات ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں تیزاب کا نمبر جتنا کم ہوگا تیزاب اسی قدر طاقتور ہوگا اور الکلی کا نمبر جتنا بڑا ہوگا وہ اسی قدر طاقتور ہوگی۔

قرآن کریم کی بیان فرمودہ دودھ کی ایک خصوصیت:

تیزابیت اور الکلیت کے ان وسیع مظاہر کا مختصر تعارف حاصل کرنے کے بعد قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت کا بغور مطالعہ کریں تو یہ معلومات اس آیت میں بیان فرمودہ دودھ کی ایک خصوصیت کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ (سورۃ النحل: ٦٧)

ترجمہ (از سیدنا حضرت مصلح موعود): اور تمہارے لیے چارپایوں میں (بھی) یقیناً نصیحت حاصل کرنے کا ذریعہ (موجود) ہے۔ (کیا تم دیکھتے نہیں کہ) جو کچھ ان کے پیٹوں میں (گند وغیرہ بھرا) ہوتا ہے اس میں سے یعنی گوبر اور خون کے درمیان سے ہم تمھیں پینے کے لیے (پاک اور) صاف دودھ مہیا کر دیتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار (اور) گلے سے آسانی سے اترنے والا (ہوتا) ہے۔

اس آیت میں دودھ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گلے سے آسانی سے اترنے والا ہے۔ واضح رہے کہ سائغا کے معنی لذیذ کے نہیں ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے لذۃ للشاربین کے الفاظ بھی بیان فرمائے ہیں (سورۃ صافات آیت ۴۷، سورۃ محمد آیت ١٦)۔ جس سے سائغا اور لذۃ کے معنوں میں فرق بھی واضح ہو رہا ہے۔ پھر قرآن کریم نے اسی مادے سے نکلا ہوا ایک اور لفظ بھی استعمال فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ (سورۃ ابراہیم: ١٨) یعنی وہ اسے گھونٹ گھونٹ کر کے پئے گا اور اسے نگل نہیں سکے گا۔ پس خلاصہ یہ کہ سائغا کے معنی با آسانی گلے سے اترنے والے کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قریباً تمام مترجمین نے ترجمہ کرتے ہوئے انھیں معنوں کو ملحوظ رکھا ہے۔

سوال یہ ہے کہ دیگر بہت سے مشروبات کے ہوتے ہوئے جو بہت مقبول بھی ہیں قرآن کریم کا بطور خاص دودھ کی اس خاصیت کا ذکر کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم اسکے معانی پر غور کریں۔ یہ بات میرے نزدیک اور بھی ضروری ہو جاتی

ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ دودھ پینا پسند نہیں کرتے جبکہ شاذ ہی ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو دیگر مشروبات مثلاً سوفٹ ڈرنکس وغیرہ سے کراہت کرتے ہوں۔ اس کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں جو اس وقت زیر بحث نہیں ہیں۔ یہ اوپر عرض کیا جاچکا ہے کہ زیرنظر آیت میں دودھ کی لذت کا ذکر نہیں ہے۔ اس لذت کا جو ہم منہ اور زبان وغیرہ سے محسوس کرتے ہیں۔ لذت اور ذائقے کو محسوس کرنے والے غدود کا تعلق منہ سے ہے گلے میں ایسے کوئی غدود ہمارے علم میں نہیں ہیں جن سے ذائقہ محسوس کیا جاسکے۔ پس خاکسار کی رائے میں یہاں ذائقے کے علاوہ دودھ کی کسی ایسی خصوصیت کا ذکر ہو رہا ہے جو گلے کے لحاظ سے بےحد اہم ہے اور یہ خصوصیت اس میں تیزابیت کا نہ ہونا ہے۔ اس حقیقت کا ہمیں اس وقت پوری طرح علم ہوتا ہے جب ہم دودھ اور بعض دیگر عام مشروبات کی پی ایچ کا موازنہ کرتے ہیں۔ اس کے لیے مندرجہ ذیل چارٹ کا مطالعہ مفید ہوگا۔ یہ جاننا بھی بےحد ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی رکوع میں دودھ کے ساتھ شہد اور شراب کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

(لیموں کارس: 2.5) (سرکہ: 2.9) (مالٹے کا جوس: 3.2) (شراب: 3.8) (چائے: 5.2) (شہد: 3.2-4.5) (تازہ دودھ (گائے کا): 6.8) مشروبات کی تیزابیت میں کئی وجوہات کی بنا پر معمولی کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ تاہم قابل غور بلکہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ دودھ کی پی ایچ 2.6 سے لیکر 6.8 تک ہوسکتی ہے۔ جو نیوٹرل کے بالکل قریب ہے۔ یعنی اس میں الکلیت تو بالکل نہیں ہے۔ تیزابیت ہے مگر بہت ہی معمولی اور دیگر مشروبات مثلاً پھلوں سے بنائی جانے والی شراب، شہد، جوس وغیرہ کی نسبت یہ بہت ہی کم ہے۔ مثلاً شہد کی پی ایچ یعنی اس کی تیزابیت 4.5 سے لیکر 3.2 تک ہوتی ہے۔ شہد کی یہی تیزابیت ہے جس کی وجہ سے یہ کئی قسم کے بیکٹریا کی نشوونما کو روکتا ہے۔ اس طرح وہ شراب جو پھلوں سے بنائی جاتی ہے تیزابیت رکھتی ہے جو پی ایچ سکیل پر 4 کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ سورۃ نحل کے اسی رکوع میں اللہ تعالیٰ نے دودھ کے ساتھ شراب اور شہد کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ پھلوں کے جوس بھی دنیا بھر میں بہت کثرت سے مشروب کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ قریباً ان تمام جوسوں میں تیزابیت پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر مالٹے کے جوس کی تیزابیت تین اعشاریہ دو ہوتی ہے۔ لیموں کی تیزابیت اس سے بھی زیادہ یعنی دو اعشاریہ پانچ ہوتی ہے۔

تیزابیت کے منہ اور گلے وغیرہ پر مضر اثرات:

منہ میں جو لعاب پیدا ہوتا ہے اس میں معمولی سی الکلیت ہوتی ہے۔ یہ ہم پہلے پڑھ چکے ہیں کہ الکلیت تیزاب کے اثر کو زائل کردیتی ہے۔ اور تیزاب الکلی کے اثر کو زائل کردیتا ہے۔ لعاب میں جس قدر الکلیت ہوتی ہے قریباً اسی قدر معمولی سی تیزابیت دودھ میں ہوتی ہے۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے کے اثر کو بالکل زائل کردیتے ہیں۔ اس لیے جو دودھ گلے سے اترتا ہے اس کے متعلق ہم یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ وہ بالکل نیوٹرل ہوتا ہے۔ یعنی نہ اس میں تیزابیت ہوتی ہے اور نہ ہی اس میں الکلیت ہوتی ہے۔ جو کہ دونوں کاٹنے، جلانے اور توڑنے کا عمل کرتے ہیں۔ اور اسی لیے دودھ کے گلے سے اترنے کو

آسان اور خوشگوار کہا گیا ہے۔ ضمناً یہ بھی عرض کردوں کہ لعاب دہن معدے میں جا کر بھی یہی بنیادی کام کرتا ہے۔ معدے میں جو گیسٹرک جوس پیدا ہوتا ہے وہ بہت زیادہ تیز ابیت رکھتا ہے۔ یہ تیز ابیت معدے کی دیوار کو بھی کاٹ کر رکھ سکتی ہے۔ لعاب دہن معدے کی دیوار کو اس کے اپنے پیدا کردہ تیز اب کے اثر سے محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ شروع میں ہم نے ذکر کیا ہے کہ تیز ابیت کا لفظ عوام الناس اس وقت استعمال کرتے ہیں جب انہیں غذا کی نالی میں ایک خاص قسم کی جلن وغیرہ محسوس ہوتی ہے۔ یہ دراصل اس وقت ہوتا ہے جب معدے میں پایا جانے والا تیز اب بعض وجوھات سے اوپر غذا کی نالی کی طرف آتا ہے۔ یہ تیز اب معدے میں تو غذا کو ہضم کرنے میں بے حد اہم کردار ادا کرتا ہے لیکن اگر غذا کی نالی میں آجائے تو تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ بلکہ اگر زیادہ دیر تک ایسا ہوتا رہے تو غذا کی نالی کے لیے بہت حد تک خطرناک ہو سکتا ہے۔

مشروبات کی تیز ابیت کے منہ اور گلے وغیرہ پر بعض منفی اثرات معروف ہیں۔ ایسے مضر اثرات کی ایک عام شکل یہ ہے کہ تیز ابیت دانتوں کی پالش جس کو اینمل کہا جاتا ہے کو توڑ دیتی ہے اور پھر یہ عمل جاری رہتا ہے اور دانتوں میں سوراخ بنتے رہتے ہیں یہاں تک کہ سارا دانت بھی تیز ابیت کے اس عمل کے نتیجے میں ختم ہو جاتا ہے۔ اسی عمل کو اردو میں دانت کو کیڑا لگنا کہتے ہیں۔ سوفٹ ڈرنکس میں جو ایسڈ پایا جاتا ہے وہ دانتوں پر اپنے مضر اثرات کے لحاظ سے مشہور ہے۔ تیز ابیت کے مضر اثرات کی ایک اور مثال یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کا گلا کھٹی اشیاء کھانے سے فوری طور پر خراب ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ گلے کی جھلی (Epithilium) کو کھٹی اشیا کے اندر موجود تیز ابیت توڑ دیتی ہے۔ یہ وہ جھلی ہے جسے ہم پہلی دفاعی لائن کہہ سکتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ پہلی دفاعی لائن صرف ایک سیل کی موٹائی رکھتی ہے اس لیے آسانی سے ٹوٹ بھی سکتی ہے۔ اگر یہ ٹوٹ جائے تو پھر جراثیم اندرونی اعضاء تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔

ان تمام شواہد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تیز اب منہ اور حلق اور غذا کی ساری نالی کے لیے باعث نقصان ہے۔ دودھ تمام مشروبات میں سے ایک ایسا مشروب ہے جو تیز ابیت اور الکلیت کے اعتبار سے قریباً نیوٹرل ہے۔ شاید اس لیے بھی دودھ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ گلے کے لیے خوشگوار ہے۔ مضمون کے آغاز میں عرض کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ مادر مہربان سے بہت بڑھ کر اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے۔ قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت کے چھوٹے سے ٹکڑے میں جو سائنسی حقائق مخفی ہیں وہ اپنی جگہ اہم ہیں کیونکہ وہ خدا کی صفت علیم کی نشان دہی کرتے ہیں لیکن اس بیان میں اپنے عاجز اور بے علم بندوں پر جس شفقت کا اظہار ہے اس کا اپنا ایک لطف ہے۔ جیسے ماں اپنے بچوں کو ہر تکلیف سے بچانا چاہتی ہے خدا تعالیٰ اور اس کا کلام بھی اپنے بے بس بندوں کو ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رکھنے کے لیے ہر ضروری بات بیان کر رہا ہے۔

عربی زبان کا سنسکرت زبان پر اثر

﴿مکرم شیخ مجاہد احمد صاحب شاستری استاد جامعہ احمدیہ قادیان﴾

زبان کا مسئلہ اتناہی قدیم ہے جتنا خود انسان کا وجود اور جیسے اس کرۂ ارض پر انسان کے نمودار ہونے اور اس کے مختلف ارتقائی منازل طے کرنے کے بارے میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔اسی طرح زبان کے وجود، اس کے ارتقاء اور ہزاروں زبانوں میں اُس کی تقسیم کے بارے میں جدید وقدیم علماء کے درمیان اختلاف رہا ہے۔لیکن باوجود ان اختلافات کے کرہ ارض کا ہر شخص زبانوں کے تہذیب وتمدن پر اور تاریخ انسانی پر پڑنے والے اثرات کا قائل ہے۔ہر شخص کو اپنی مادری زبان پیاری لگتی ہے اور وہ اسکی عظمت کا قائل ہوتا ہے۔اگر ذرا سا وہ باشعور ہو تو اپنی زندگی میں ایک بار ضرور سوچتا ہے کہ زبان کی ابتداء کس طرح ہوئی۔دنیا کی مختلف زبانیں کس رنگ میں ظاہر ہوئیں، الفاظ اور ان کے مفہوم کیوں کر اختیار کئے گئے؟ انسان شعوری اور لاشعوری دونوں طریق سے زبان کی ترویج اور اشاعت میں عملی حصہ لے رہا ہوتا ہے۔لہٰذ السانیات سے ہر ایک شخص کا ذاتی تعلق ہے۔موجودہ دور میں لسانیات ایک علم کے طور پر جانا جاتا ہے۔اور اس علم کو علمِ لسانیات یعنی (Philology) کہا جاتا ہے۔اس ابتدائی بحث کے بعد ہم اس دلچسپ عمیق بحث کو مختلف عنوانات پر تقسیم کر کے غور وفکر کرتے ہیں(1) تمام زبانوں کا مبدا ایک زبان ہے۔(2) پہلی زبان کیسے وجود میں آئی؟(3) پہلی زبان کا تعین اور اس کا طریق؟(4) عربی زبان کا سنسکرت زبان پر اثر ماہرین زبان کی اکثریت باوجود زبان کی ابتدائی کیفیت اور اس کے اصل کی تعیین کے بارے میں اختلاف کے اس امر پر متفق نظر آتی ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں کا مبدا وماٰخذ دراصل ایک ہی زبان ہے۔اس اہم اتفاق کے ساتھ اُم الالسنہ کے نظریہ کا ایک مرحلہ طے ہو جاتا ہے۔قرآن مجید بھی وحدتِ زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ (الروم:23)

’’اور اس کی نشانیوں میں سے زمین وآسمان کی پیدائش ہے اور زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی یقیناً اس معاملہ میں تمام دنیا کے لئے ایک نشان ہے‘‘۔قرآن مجید نے اس آیت میں زبانوں اور رنگوں کے اختلاف کے ہم پلہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش کو قرار دیا ہے۔اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ رنگ اور زبانوں کے اختلاف کے اسباب دراصل ایک ہی ہیں۔مثلاً موسمی تغیرات گرمی اور سردی ہی ہم دیکھتے ہیں کہ گرم علاقوں کے لوگ ایک لفظ کو آسانی سے ادا کر سکتے ہیں جبکہ سرد علاقے کے لوگ اُسی لفظ کو صحیح طریق پر ادا نہیں کر پاتے کیونکہ گرمی سردی کے نتیجہ میں آلاتِ نطق یعنی زبان پھیلنے اور سکڑنے کا فعل الگ الگ کرتی ہے۔علاوہ ازیں زبانوں کے اختلاف کی ایک وجہ ابتدائی اصل زبان کے وطن سے دوری بھی ہے جتنی جتنی کوئی زبان اپنی اصل زبان جو بطورماں کے ہے، سے دور ہوتی چلی جائیگی اپنے اصل سے اتناہی اختلاف اُس میں نمایاں

نظر آئیگا۔ اس لحاظ سے اصل ابتدائی زبان اور اُس سے نکلنے والی زبانوں کی مثال ماں اور بیٹی جیسی ہے۔ جتنا زیادہ ایک بیٹی کو اپنی ماں کی تربیت میں رہنے کا موقع ملتا ہے اُتنا ہی گہرا اثر ماں کا بیٹی پر چڑھتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جتنی زیادہ کوئی زبان اپنی اصل زبان کے قریب ہوگی اُتنا ہی اُسی میں اپنی ماں کی زبان کے اثرات پائے جائیں گے۔ مرورِ زمانہ اور آب وہوا کی تبدیلی کی وجہ سے زبانوں میں اختلافات ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔

پہلی زبان کیسے وجود میں آئی: اس بارہ میں مندرجہ ذیل مشہور نظریات ہیں:۔

پہلا نظریہ : پہلا نظریہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود بذریعہ الہام ووحی انسان کو زبان سکھائی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی مشہور کتاب "منن الرحمٰن" (سن تصنیف 1895ء) بزبان عربی اس نظریہ کو بڑی تحدی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس کتاب میں دنیا کے سامنے بطور تحدی یہ نظریہ پیش فرمایا ہے: 1) زبان اللہ تعالیٰ نے خود انسان کو سکھائی۔ 2) وہ زبان عربی تھی 3) دنیا کی دوسری تمام زبانیں عربی سے نکلی ہیں جوان کے لئے بطور ماں کے ہے۔ 4) مرورِ زمانہ سے اور دیگر ارضی و سماوی اثرات کے نتیجہ میں جس طرح مختلف ممالک اور براعظموں میں رہ کر انسانوں کی شکلیں اور رنگ وروپ اور چہرے مہرے بدل گئے اسی طرح آب وہوا کے اثرات اور دیگر تصرفات اور ارضی وسماوی مؤثرات کے نتیجہ میں زبانوں میں امتداد زمانہ سے فرق پڑ گیا ہے اور حقیقت میں تمام زبانیں عربی زبان کی محرّف ومبدّل اور ممسوخ شکلیں ہیں۔ اس بےنظیر دعویٰ کی بنیاد بھی آپ نے وحی والہام پر رکھی اور اپنی کتاب "منن الرحمٰن" ہی میں قرآنی حوالہ جات اور عقلی ونقلی دلائل سے عربی زبان کو سب زبانوں کی ماں قرار دیا۔ علم لسانیات میں اس کتاب نے عظیم ہل چل پیدا کردی ہے اور تحقیق وتدقیق کو نئے نقطۂ عروج تک پہنچا دیا ہے۔

دوسرا نظریہ : دوسرے نظریے کو ارتقائی نظریہ بھی کہا جاسکتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابتداء میں انسانوں نے ہی باہم مل کر زبانوں کی ایجاد کی ہے اور وہ اس طرح کہ جب وہ کوئی چیز دیکھتے تھے تو وہ اُس کے لئے کوئی نام تجویز کر لیتے تھے اور اسی طرح ہوتے ہوتے انہوں نے ایک زبان ایجاد کر لی مثلاً جب انہوں نے درخت جیسی کوئی چیز دیکھی تو چند آدمیوں نے یک لخت ہی اُسے درخت درخت کہنا شروع کردیا۔ اور اسی طرح یہ لفظ تمام انسانوں میں پھیل کر ایک زبان کی شکل میں آ گیا۔

تیسرا نظریہ: یہ نظریہ "ڈنگ ڈانگ" "بوبو" اور "پوپو" کے نام سے موسوم ہے اور اس نظریہ کے حاملین میں سرفہرست علم لسانیات کے ماہر MAX MULLER (1823ء تا 1900ء) کا نام آتا ہے۔ میکس مولر کے مایہ ناز نظریہ کو چند لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس کے نزدیک لغت کی بنیاد اور ابتداء تین قسم کی آوازوں پر مبنی ہے جو دنیا میں پائی جاتی ہیں۔

1) بے جان چیزوں کی کھٹ کھٹ۔ ٹھک ٹھک کی آوازیں۔ 2) جاندار چرند پرند کی کائیں کائیں عوں عوں کی آوازیں۔

3) انسان کے درد وکرب کی حالت میں آہ، واہ، ہائے کی مضطربانہ آوازیں۔

رفتہ رفتہ انہی سہ گانہ آوازوں کی بنیاد پر لغت اور مفہومات کی تراش خراش ہوئی انہی تین اصولوں کو "ڈنگ ڈانگ"

’’بوبو‘‘ اور ’’پوپو‘‘ کے نظریہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔جس طرح پہلے کسی زمانہ میں ڈارون کا نظریہ پیدائش یعنی انسان بندر سے ترقی یافتہ ہوکر بنا ہے کافی مقبول رہا اسی طرح میکس مولر کا یہ نظریہ بھی علم لسانیات میں ایک ہلچل کی طرح اُٹھا اور سوچ کا دھارا بدل دیا مگر آج تحقیقات اور تجربات نے ثابت کردیا ہے کہ یہ نظریہ اپنے اندر بہت سی بنیادی غلطیاں رکھتا ہے۔(تفصیل کے لئے دیکھیں انسائیکلوپیڈیا برٹینکا) میکس مولر نے اپنے نظریہ کو مندرجہ ذیل کتب میں بیان کیا ہے۔

1.The Science of Language -Max Muller

2.The New Lectures on the Science of Language -Max Muller

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسی نظریہ کی بنیاد پر میکس مولر نے ’’انڈو یورپین‘‘ زبانوں کے متعلق جو تحقیقات کی ہیں اُس کا آخری نتیجہ اس نے یہ نکالا کہ یہ دونوں زبانیں پانچ سو مشترک مادوں پر مشتمل ہیں۔اور یہی پانچ سو مشترک اصول انسان کی پہلی زبان کی نمائندگی کرتے ہیں۔

انسان کی پہلی زبان کا تعین اور اُس کا طریق۔انسان کی پہلی زبان ہونے کی دعویدار تو کئی زبانیں ہوسکتی ہیں اور اُس کے ماننے والے عقیدتاً یا چند ناقص دلائل کی بناء پر دعویٰ کرسکتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ کچھ ایسے قواعد ہوں جو ہر ایک کے لئے قابل قبول ہوں اور اُن قواعد پر ہر زبان کو پرکھ کر جانچ کی کسوٹی سے گزار کر معاملہ حل کرلیا جائے۔قبل اس کے ان قواعد کا ذکر کیا جائے ہمارے لئے یہ جان لینا ضروری ہے کہ انسان کی پہلی زبان سے پیدا شدہ دنیا کی مختلف زبانوں کو علم لسانیات کے ماہرین نے مختلف گروپوں میں تقسیم کردیا ہے۔میکس مولر و دیگر ماہرین لغت نے دنیا کی تمام زبانوں کو مندرجہ ذیل گروپوں میں تقسیم کیا ہے۔اور اس تقسیم کی بنیاد ان زبانوں کے درمیان ایک قسم کا اصول اشتراک بھی قرار دیا ہے۔

1) **انڈو یورپین یا آرمین زبانیں:** اس گروپ کا تعین اس بات پر ہے کہ ابتدائی نوع انسان کی شروعات بابل اور اس کے آس پاس کے علاقہ میں ہوئی۔بنی نوع انسان کا ایک حصہ بعض وجوہات کی بناء پر شمال کی طرف چلا گیا اس ہجرت کے نتیجہ میں یونانی اور لاطینی زبانیں اور پھر ان دونوں کے پھیل جانے کے نتیجہ میں دوسری یورپین زبانیں ظہور پذیر ہوئیں۔دوسرا حصہ اپنے قدیم وطن بابل سے جنوب مشرق کی طرف چلا آیا اور انکی اس ہجرت کے نتیجہ میں فارسی اور اس کی مختلف شاخیں ژند و اوستا۔پہلوی اور فارسی جدید اور سنسکرت اور اسی سے پیدا شدہ مختلف زبانیں ظاہر ہوئیں۔یہ گروپ پھر آگے آٹھ گروپوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ہندوستان کی اکثر زبانیں اسی گروپ سے تعلق رکھتی ہیں۔

2) **سامی زبانیں:** بنو سام بحر روم کے ساحلی علاقوں جزیرہ عرب کے اطراف میں آباد ہوئے انکی اصل زبان مختلف صورتوں میں تبدیل ہوکر تین مستقل زبانوں میں تقسیم ہوگئی۔عربی،عبرانی اور آرامی یہ شاخ بھی آگے کئی شاخوں میں منقسم ہے۔

3) **حامی زبانیں:** اس گروپ میں قدیم مصری،قبطی،سریانی،شمالی افریقہ کی دیگر قدیم زبانیں ہیں اور مشرق افریقہ کی زبانیں شامل ہیں۔

4) **طورانی زبانیں:** اس گروپ میں بعض ماہرین لغت کے نزدیک ایشین اور یوروپین زبانوں کا وہ حصہ شامل ہے جو مذکورہ بالا تینوں گروپوں سے خارج ہے اس میں تُرکی، منگولین، چینی، تبتی، جاپانی، سیامی وغیرہ زبانیں شامل ہیں۔

زبانوں کے مندرجہ بالا گروپوں میں سے دو زبانوں کے متعلق دیگر زبانوں سے زیادہ قوی دلائل اور شواہد کے ساتھ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ اُم الالسنہ ہیں یعنی سب زبانوں کی ماں ہیں۔

1) **سنسکرت اور عربی:** ماہرین لغت کی اکثریت اس طرف مائل تھی کہ انسانوں کی پہلی زبان کا وجود اب ختم ہو چکا ہے اور موجودہ زبانوں میں سے کوئی بھی زبان انسانوں کی پہلی زبان قرار نہیں دی جا سکتی۔ لیکن میکس مولر نے جب یہ خیال ظاہر کیا کہ سنسکرت میں انسان کی پہلی زبان کہلانے کی تمام علامات پائی جاتی ہیں۔ تو اس کی تائید میں بعض علماء نے اپنی رائے بدل دی اور اس کوشش میں لگ گئے کہ سنسکرت کے اُم الالسنہ ہونے کے ثبوت فراہم کئے جائیں۔ یہی وہ زمانہ تھا جب 1895ء میں حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی مطلع کیا کہ عربی سب زبانوں کی ماں ہے۔ اور آپ نے اس بات کو دلائل کے ساتھ ''منن الرحمٰن'' میں بیان فرمایا۔ آپ نے جن اصولوں کو بیان فرمایا انہی کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کے عظیم ماہر علم لسانیات حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے کام کیا اور مزید ثبوتوں سے عربی کا ام الالسنہ ہونا ثابت کیا ہے۔

عربی زبان ام الالسنہ ہے یا سنسکرت؟ اس سے قبل یہ لکھا جا چکا ہے کہ ابتداء میں ایک زبان تھی وہی پہلی زبان ہے جس کا اثر دوسری زبانوں پر ہوا ہے۔ اور وہ زبان ام الالسنہ کہلانے کی مستحق ہے۔ لیکن وہ زبان کونسی ہے اس کو جاننے کے لئے کچھ قواعد ہونے چاہئیں۔ پہلا قاعدہ تو یہ ہے کہ ہم مختلف زبانوں کے الفاظ کے آپس کے لفظی اشتراک پر غور کریں اور متفرق لفظوں کے اشتراک پر انحصار کر کے فیصلہ قائم کریں کہ یہ زبان ام الالسنہ ہے۔ مثلاً جیسے کہ عربی زبان کا لفظ جَھَدَ سے سنسکرت زبان میں لفظ ''یُدھ'' بنا ہے اسی طرح عربی سـاس (حکومت کرنا) سے سنسکرت شاسک بنا ہے۔ شاسک میں اصل شاس ہے ک پرتیہ ہے۔ جس کے معنی ''والا'' کے ہوتے ہیں جیسے کہ پاٹھک میں ''ک'' پرتیہ ہے یعنی پڑھنے والا۔ اسی طرح سنسکرت زبان کا لفظ ''کوش'' دراصل عربی زبان کا قشو (ٹوکری) ہے۔ اسی طرح کی کئی اور مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ لیکن اس قاعدہ میں ایک مشکل یہ ہے کہ اگر ایک فریق یہ کہتا ہے کہ عربی زبان سے الفاظ سنسکرت زبان میں آئے ہیں تو دوسرا فریق یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ سنسکرت زبان سے الفاظ عربی زبان میں آئے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر لفظی اشتراک کی دلیل فیصلہ کن نہیں ہے تو پھر بہتر طریق کونسا ہے جو اختیار کیا جائے میرے خیال میں حضرت مسیح موعودؑ نے کثرت مواد کی جس دلیل کو اپنی کتاب منن الرحمٰن میں اور دلیلوں کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ وہ اس بارہ میں قطعی دلیل بن سکتی ہے۔ اس بات کو ہم اس مثال سے سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس دو ہزار روپے ہوں اور دوسرے کے پاس لاکھوں روپے ہوں تو لازماً عقلاً یہی ماننا پڑیگا کہ جس کے پاس لاکھوں روپے ہوں عین ممکن ہے کہ اُس سے دو ہزار روپے کی ملکیت والے نے روپیہ لیا ہو لیکن دو ہزار روپے کی ملکیت کا آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں شخص نے لاکھوں

روپے مجھ سے لئے ہیں کیونکہ اُس کی کُل پونجی ہی دوہزار روپے ہے۔یہی بات عربی اور سنسکرت زبان کے اُم الالسنہ ہونے کے بارے میں قطعی فیصلہ کردیتی ہے۔سنسکرت زبان میں کُل 2000 مصادر ہیں۔جنکو ''دھاتو'' کہا جاتا ہے جبکہ عربی زبان میں مصادروں کی تعداد ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ہے۔اگر سنسکرت والے تا حیات کوشش کرکے یہ ثابت بھی کردیں کہ مانا 2000 مصادر سنسکرت سے عربی نے لئے ہیں تو پھر اُنہیں بتانا پڑیگا کہ باقی ہزاروں مصادر عربی نے کہاں سے لئے ہیں؟ کیا عقلاً یہ ممکن ہے کہ 2000 مادوں والی زبان ہی سے لاکھوں مصادر والی زبان نکل جائے۔پس جیسے یہ بات عقل کے خلاف ہے ویسے ہی سنسکرت سے عربی زبان کے نکلنے کا خیال بھی بے بنیاد اور غیر معقول اور بعید از عقل ہوگا۔

عربی زبان کا سنسکرت پر اثر:۔

اب جبکہ صاف ظاہر ہوگیا کہ اُم الالسنہ عربی زبان ہے اور عربی ہی وہ ابتدائی زبان ہے جو انسان کو اول خدا کی طرف سے سکھائی گئی تو اب مضمون کے دوسرے مرحلہ میں ہم داخل ہوتے ہیں کہ عربی زبان کا اثر سنسکرت پر کن کن طریقوں اور قواعد سے اثر ہوا۔چونکہ یہ ایک نہایت وسیع مضمون ہے اس لئے یہاں صرف مرکزی نکات اختصاراً ہی بیان کئے جاسکتے ہیں۔اس مضمون کو ہم تین مرکزی شقوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

1)**عرب وہند کے قدیم تعلقات:** یعنی یہ ثابت کیا جائے کہ عرب وہند کے قدیم زمانہ سے آپس میں تجارتی ،تمدنی، معاشرتی تعلقات قائم تھے۔اس ضمن میں کئی علماءکرام کی مشہور کتب موجود ہیں۔مثلاً(1)سید سلیمان ندوی صاحب کی کتاب ''عرب و ہند کے قدیم تعلقات''(2)''سارتھ واہ''بزبان ہندی ناشر بہار راشٹر بھاشا پری شد۔ان کتب میں انہوں نے عرب وہند کے آپس میں تعلقات کو بہت عمدگی سے بیان کیا ہے۔لہذا یہاں مضمون میں اس حصہ پر نہیں لکھا جا رہا ہے۔

2)**اشتراک لفظی:** دوسرا طریق ہے کہ ہم عربی زبان کے الفاظ کا اشتراک سنسکرت زبان کے الفاظ سے کریں اور جبکہ یہ ثابت ہوچکا ہے کہ ماں عربی زبان ہی ہے لہذا اس طریق سے جتنے الفاظ میں اشتراک ثابت ہوگا گویا وہ دوسرے لفظوں میں بیان کر رہا ہوگا کہ عربی زبان کا سنسکرت پر اثر ہوا ہے۔اس ضمن میں زبانوں کے جید عالم حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے بہت ہی گراں قدر کام کیا ہے اور باقاعدہ دنیا کی مختلف زبانوں کا عربی کے ساتھ اشتراک ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ عربی زبان نے دنیا کی کئی زبانوں پر اثر ڈالا ہے۔سنسکرت زبان کے متعلق اُن کی مشہور کتاب Sanskrit Trased To Arabic قابلِ قدر منصفین کے لئے مزید دعوت فکر ہے۔

3)**عربی زبان اور سنسکرت زبان کے اصول قواعد کا آپس میں موازنہ:** تیسری شق میں عربی زبان اور سنسکرت زبان کے قواعد و اصول پر بحث کرکے پتا لگایا جاسکتا ہے کہ سنسکرت نے عربی زبان کا کہاں کہاں پر اور کیا کیا اثر قبول کیا ہے۔اس بارہ میں تفصیلاً ابھی تک کوئی بھی کتاب خاکسار کی نظر سے نہیں گزری۔لہذا قارئین کے افادہ علم کے لئے اس باب میں چند ایک ابتدائی اصولوں اور قواعد کا موازنہ پیش خدمت ہے۔قبل اس کے کہ موازنہ اصول وضوابط پیش کئے جائیں۔ایک بات اور جان لینی

چاہئے کہ لفظ "سنسکرت" ہی اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ اس میں دیگر عجمی زبانوں کی نسبت عربی سے زیادہ مشابہت ہے۔اور اس نے عربی کا اثر دیگر عجمی زبانوں کی نسبت زیادہ قبول کیا ہے۔لفظ "سنسکرت" کے معنی ہیں "اکٹھی یا صاف کی گئی" زبان۔دراصل تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ دیگر زبانوں کی طرح سنسکرت زبان میں بھی تغیر وتبدیلی واقع ہوچکی تھی۔ویدوں میں جس سنسکرت کا استعمال کیا گیا تھا وہ متروک ہوچکی تھی اس کی جگہ "لوکِک سنسکرت" کا رواج عام ہو چکا تھا اس لئے قدیم زمانہ میں سنسکرت کے بعض علماء مثلاً پانِنی (250 تا 350 ق۔م) پتنجلی وغیرہ نے سنسکرت زبان کے ایسے قواعد و ضوابط واصول مقرر کردیے کہ سنسکرت میں دیگر عجمی زبانوں کی نسبت بگاڑ کم ہوا ہے۔اور اس کا نام "صاف کی ہوئی" زبان پڑ گیا یہی وجہ ہے کہ ہمیں سنسکرت زبان میں عربی زبان کے قواعد واصول واضح نظر آتے ہیں۔سنسکرت زبان میں عربی زبان کی طرح ہی فصاحت و بلاغت ، الفاظ کا اسم بامسمّی ہونا، مرکب الفاظ کو مفرد لفظ سے ادا کرنا، متضاد معنی کی کثرت وغیرہ کئی خصوصیات پائی جاتی ہیں دیگر عجمی زبانوں کی نسبت بے شک اس میں خصوصیات زیادہ ہیں مگر عربی کے مقابلہ میں یہ سرمایہ کوزے اور دریا کی مثال ہے۔اب ذیل میں عربی اور سنسکرت زبانوں کے اصولوں کا ابتدائی موازنہ پیش خدمت ہے۔

عربی	سنسکرت
عربی زبان میں کل 29 حروف ہیں	سنسکرت زبان میں کل 36 حروف ہیں
عربی زبان میں حروف کے مخرج پر بہت دھیان دیا گیا ہے۔	سنسکرت زبان میں بھی حروف کے مخرج پر دھیان دیا گیا ہے۔
حروف تہجی کی ترتیب اپنے اندر مخرج سے آواز کے نکلنے کا تعین کرتی ہے۔مثلاً الف ،ب ،ت ،ث ،ج ۔یہ سب حروف کا مخرج دانت ہے یعنی بولتے وقت زبان دانت سے ٹکراتی ہے۔	سنسکرت زبان میں بھی ہم معنی مخرج والے الفاظ حروف تہجی پر باترتیب ہیں مثلاً کا،کھا،گا،گھا ان سب حروف کا مخرج تالو ہے۔
عربی زبان میں مصادر کو ثلاثی اور مزید فیہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مثلاً نَصَرَ ،یَنْصُرُ،ضَرَبَ،یَضْرِبُ وغیرہ	سنسکرت زبان میں بھی مصادر کو جنہیں دھاتو کہتے ہیں دس ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔باب کو سنسکرت میں گن کہتے ہیں۔مثلاً بھوادی گن،ٹد ادی گن وغیرہ
عربی میں فعل کو لازم اور متعدی میں تقسیم کیا گیا ہے	سنسکرت میں بھی فعل لازم متعدی میں تقسیم کئے گئے ہیں ان کا نام سنسکرت میں آتم نئے پدی ،پرس مئے پدی،اُبھئے پدی یعنی وہ فعل جو دونوں طریق سے استعمال ہوتے ہیں۔

عربی میں مصدر کی گردان چلتی ہے	سنسکرت میں بھی دھاتو (مصدر) کی گردان چلتی ہے
عربی کے مصادر لاکھوں ہیں	سنسکرت میں صرف 2000 مصادر ہیں
عربی زبان میں مصدر سے مشتقات نکلتے ہیں اور ہر مشتق اپنے اندر ایک الگ الگ معنی رکھتا ہے ۔مثلاً ’’فَعَل‘‘ مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ فَاعِل بنا جو کہ والا کے معنی دیگا یعنی کام کرنے والا ۔	سنسکرت زبان میں بھی خصوصی قواعد مقرر کئے گئے ہیں جو کہ ایک مخصوص معنی بھی دیتے ہیں مثلاً پٹھ مصدر میں جب ہم ’’وان‘‘ پر تیئے لگائیں گے تو ہمیشہ اس کے معنی والا ہونگے یعنی پڑھنے والا اسی طرح ’’بلوان‘‘ طاقت والا

جب زبان کے اصول قواعد ایک دوسرے سے انتہائی مشابہت رکھیں گے تو لازماً انسانی معاشرہ کے دیگر معاملات بھی ایک دوسرے سے اثر لئے بنا نہیں رہ سکتے ۔ذیل میں عربی زبان کے سنسکرت زبان ہونے والے اثرات کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی مشابہت تمدن کی ایک مثال پیش کرتے ہیں ۔ہم سب جانتے ہیں کہ دین میں پانچ وقت نماز پڑھنا لازمی امر ہے ۔نماز کا لازمی حصہ ہے کہ آدمی گھٹنے ٹیک کر عبادت کرتا ہے ۔ویدوں میں بھی کئی مقامات پر گھٹنے ٹیک کر عبادات کرنے کی بات آتی ہے مثلاً رشی وسشٹھ سرسوتی ندی کے کنارے عبادت کرتے تو کہتے ’’متو گبھی نمسیاہ‘‘

(بحوالہ رگ وید منڈل 7 سوکت 95 منتر 4)

ویدوں کے سب سے عظیم مفسر اچاریہ سائن اسکی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ’’مِتْ گبھوی پر اہیر جانو بھے: نمسیہ نمسکاریہ‘‘ یعنی ’’مِتْ گبھوی‘‘ کا مطلب ہے کہ گھٹنے ٹیک کر اور ’’نمسیے‘‘ کا مطلب ہے نمسکار کر (جھکنا)۔

دوسری مثال ہے لفظ ’’دعا‘‘ عربی زبان میں اس کے معنی عبادت مانگنا، پکارنا، وغیرہ مشہور ہے ۔وید میں اس لفظ کا انہیں معنوں میں استعمال دیکھئے ’’دودھاما، اندر، اِذ، دعا‘‘ (رگوید منڈل 1 سوکت 4 منتر 5) یعنی یہ اندر کی دعا ہے ۔

مختصر یہ کہ عربی زبان نے اپنے مادوں کی وسعت اور ہمہ گیری کی وجہ سے دنیا کی سب زبانوں پر گہرا اثر چھوڑا ہے اور عرب کا جزیرہ زمانہ دراز تک دیگر دنیا کے اثرات سے پاک رہا اس وجہ سے عربی زبان میں لفظ اپنی اصل حالت و شکل میں محفوظ رہے ۔جبکہ دوسرے مقامات میں تغیرات بیرونی و صوتی کی وجہ سے بدل گئے ہیں ۔سنسکرت زبان پر بھی عربی کے اثرات جا بجا بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ضرورت ہے کہ اس کو مزید وسعت کے ساتھ تلاش کیا جائے ۔

ع دعوت عام ہے یاراں نکتہ داں کے لئے

جلسہ سالانہ قادیان 2010ء کا با برکت انعقاد

اور اس کی خوبصورت یادیں

مکرم محمد محمود طاہر۔ مدیر ماہنامہ انصاراللہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ 119 ویں جلسہ سالانہ قادیان کا بابرکت انعقاد 26 تا 28 دسمبر 2010ء احمدیہ گراؤنڈ قادیان دارالامان میں ہوا۔ الحمدللہ کہ ایک بار پھر اللہ تعالیٰ نے اس بابرکت جلسہ اور مقدس بستی قادیان میں جانے کی توفیق دی۔ امام الزمان حضرت مسیح موعودؑ کی مقدس بستی میں جانے کی خواہش ہر احمدی کے دل میں ہوتی ہے تا اس مبارک مقام کی برکتوں سے فیض حاصل کرے جو کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بستی پر نازل کئے اور اس نور سے منور ہو سکے جو نور پوری دنیا کو روشن کر رہا ہے۔

جلسہ سالانہ کے نظام کا قیام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے عظیم احسانات میں سے ایک ہے۔ جس کی بنیاد آپ نے اذن الٰہی سے ڈالی اور 1891ء میں پہلے جلسہ سالانہ کا انعقاد قادیان میں ہوا جس میں 75 کے قریب احباب شامل ہوئے اور پھر یہ الٰہی نظام پھلتا اور پھولتا گیا اور آج دنیا کے بیسیوں ممالک میں جلسہ ہائے سالانہ کا انعقاد ہوتا ہے جس میں لاکھوں فرزندان احمدیت شامل ہو کر اپنی روحانی اور علمی پیاس بجھاتے ہیں تاہم جلسہ سالانہ قادیان کو ایک منفرد مقام حاصل ہے کیونکہ اس مسیحا کی بستی سے اس نظام جلسہ کا آغاز ہوا اور اب تک یہ فیض جاری ہے اور یہیں سے یہ نظام ربوہ اور پھر دوسرے ممالک میں جاری ہوا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کے قیام کو روحانی ترقی، معرفت میں ترقی اور رشتہ تودد و محبت میں ترقی کا ذریعہ قرار دیا ہے اور فرمایا: ''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ (۔) پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی'' (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۱)

جلسہ سالانہ قادیان میں صرف ہندوستان سے ہی ہزاروں میل کا سفر طے کر کے لوگ قادیان نہیں آتے بلکہ دنیا بھر کے کئی ممالک سے شرکت کرنے کے لئے کشاں کشاں چلے آتے ہیں اور لاکھوں ہیں جو اپنے دل میں تمنا لئے رکھتے ہیں اور حالات کی ستم ظریفی کی وجہ سے قادیان پہنچ نہیں پاتے لیکن یہ محروم نہیں رہتے بلکہ MTA کے ذریعہ اپنے امام کے خطاب میں

شامل ہو جاتے ہیں۔اس طرح لاکھوں احمدی MTA کے ذریعہ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت پاتے ہیں اور لندن میں ہزاروں احمدی براہ راست حضور کا جلسہ قادیان کے لئے خطاب سنتے ہیں۔لیکن جو ہزاروں احمدی قادیان کی بابرکت بستی میں پہنچنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو بہت ہی خوش قسمت پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مقدس مقامات کی زیارت اور ان مقامات پر دعاؤں کی توفیق عطا کی ہے اور دعاؤں کی متاع آسانی کو اپنی جھولیوں میں بھر کر واپس وطنوں کو لوٹتے ہیں۔پاکستان کے احمدی جو 1983ء کے بعد سے سرکاری اجازت نہ ملنے کی وجہ سے جلسہ سالانہ میں شرکت سے محروم ہیں۔ایک عرصہ سے اللہ تعالیٰ نے جلسہ قادیان میں شمولیت کے سامان پیدا کر دیئے ہیں اور تقریباً پانچ ہزار کے لگ بھگ پاکستانی احمدی اس جلسہ میں شمولیت کی سعادت ہر سال پاتے ہیں۔خاکسار بھی ان خوش قسمتوں میں شامل تھا جن کو امسال جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔

جلسہ سالانہ کی تیاری اور انتظار سال بھر رہتا ہے۔دسمبر کا مہینہ جہاں موسمی لحاظ سے سرد ہوتا ہے لیکن جلسہ کے انعقاد سے ایمانی حرارت کی وجہ سے سرگرمیاں عروج پر ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان سے جلسہ سالانہ ربوہ کے انتظام کے تحت ہر سال ڈیوٹی کارکنان کا ایک گروپ جلسہ سالانہ قادیان میں مہمانان حضرت مسیح موعود کی خدمت کی توفیق پا رہا ہے اور یوں سینکڑوں نوجوان ڈیوٹی جلسہ کی تربیت حاصل کرتے ہیں۔پاکستانی رضا کاران جلسہ سالانہ قادیان کے نظام کے تابع ڈیوٹی کی سعادت بھی حاصل کرتے ہیں اور مقدس بستی کی برکات سے بھی فیض پاتے ہیں۔خاکسار ڈیوٹی رضا کاران میں شامل تھا اور حسب پروگرام 18ردسمبر کو روانگی اور 2رجنوری 2011ء کو واپسی ہوئی۔

پاکستان سے قافلوں کی روانگی: پاکستان سے قریباً پانچ ہزار افراد جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لئے واہگہ بارڈر لاہور کے راستے اٹاری اور پھر قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔نظارت خدمت درویشاں ربوہ نے پاکستان بھر کے افراد کو 18ردسمبر سے مختلف قافلوں میں تقسیم کر دیا تھا تا احباب آسانی کے ساتھ بارڈر کراس کر کے اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔چنانچہ 18ردسمبر سے 25ردسمبر تک مختلف قافلوں کی روانگی کا سلسلہ جاری رہا اور 29ردسمبر سے واپسی کا مرحلہ شروع ہو گیا۔پاکستان سے روانگی اور آمد کے موقع پر مہمانوں کی خدمت اور سہولت کے لئے جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات قابل قدر رہیں۔مہمان نوازی کے ساتھ ساتھ مہمانوں کو بہترین سفری سہولیات بھی مہیا کی گئیں۔اللہ تعالیٰ احباب جماعت لاہور کی اس سعی جمیلہ اور خدمات کو قبول فرمائے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔آمین۔

اٹاری بارڈر پر استقبال اور واپسی پر الوداع کے لئے قادیان کے رضا کاران خدمت مہمانان کے لئے موجود تھے اٹاری باڈر پر بسوں کا انتظام قادیان کی طرف سے موجود تھا جونہی بس کی سواریاں پوری ہوتی تھیں اسے قادیان کے لئے روانہ کر دیا جاتا۔تقریباً دو گھنٹے کے سفر کے بعد اٹاری سے قادیان پہنچے۔دور سے مینارۃ المسیح پر نظر پڑتے ہی دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے

بھر جاتا ہے اور ساری سفری تھکان بھول جاتی ہے۔ قادیان پہنچتے ہی شعبہ استقبال کی طرف سے خیر مقدمی نعروں سے بس کا استقبال کیا جاتا ہے۔ امسال ڈیوٹی کارکنان کی رہائش کا انتظام خیمہ جات اندرون (متصل دفتر لجنہ اماء اللہ بھارت) میں کیا گیا تھا۔ جبکہ خواتین کی رہائش تعلیم الاسلام ہائی سکول (سابقہ مدرسہ احمدیہ) میں تھی۔ ڈیوٹیز کے آغاز پر کارکنان اپنی اپنی قیام گاہوں میں چلے گئے۔

تقریب معائنہ انتظامات اور آغاز ڈیو ٹیز: جلسہ سالانہ قادیان کے انتظامات کے معائنہ کی تقریب مورخہ 21/دسمبر 2010 کو بوقت 10 بجے احمدیہ گراؤنڈ ناصر آباد میں ہوئی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان تھے۔ اس موقع پر جملہ نظامتوں کے کارکنان اپنے ناظم کے پیچھے لائنوں میں کھڑے تھے۔ اس تقریب کے بعد ڈیوٹیز کا باقاعدہ آغاز ہوگیا۔ اگرچہ جلسہ سالانہ کے انتظامات تو سال بھر جاری رہتے ہیں اور جلسہ سالانہ قادیان کا دفتر سال بھر کھلا رہتا ہے۔

جلسہ گاہ: جلسہ سالانہ قادیان 2010ء کے لئے احمدیہ گراؤنڈ ناصر آباد میں جلسہ گاہ مردانہ اور جلسہ گاہ مستورات بنائی گئی۔ 24/دسمبر 2010ء کو ہزاروں لوگ قادیان میں پہنچ چکے تھے۔ لہذا اس دن نماز جمعہ جلسہ گاہ میں ہی ادا کی گئی۔ یہ جمعہ محترم مولانا منیر احمد خادم صاحب ناظر اصلاح وارشاد قادیان نے پڑھایا۔ جلسہ گاہ میں سٹیج کے دائیں اور بائیں دونوں اطراف کرسیاں بڑی تعداد میں رکھی گئیں تھی۔ جبکہ باقی سارے میدان میں بیٹھنے کا بہت عمدہ انتظام کیا گیا تھا قالین کے نیچے آرام دہ فوم کی ایک تہہ بچھائی گئی تھی تا بیٹھنے والوں کو سہولت ہو۔ سٹیج کے دائیں طرف غیر ملکی مہمانوں اور مختلف تراجم سے سہولت حاصل کرنے والے مہمانوں کا انتظام کیا گیا۔ امسال چھ زبانوں میں رواں ترجمہ جلسہ کے موقع پر ہورہا تھا ان میں انگریزی، انڈونیشین، بنگالی، تامل، ملیالم اور تلگو زبان شامل تھی۔

افتتاحی تقریب: جلسہ سالانہ کی افتتاحی تقریب مورخہ 26/دسمبر 2010ء بروز اتوار دن دس بجے ہوئی۔ سب سے پہلے محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت قادیان نے لوائے احمدیت لہرایا جس سے فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔ اس موقع پر بھی دعا ہوئی اور پھر باقاعدہ جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔

جلسہ سالانہ کے تینوں ایام میں جن احباب کو جلسہ کی صدارت کی سعادت ملی ان کے اسماء یہ ہیں۔ محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت قادیان، محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ، مکرم سید تنویر احمد صاحب صدر مجلس وقف جدید وناظر امور خارجہ قادیان، مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر خدمت درویشاں ربوہ اور مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل اعلیٰ تحریک جدید قادیان۔

تقاریر جلسہ سالانہ: جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر افتتاحی تقریر اور اختتام پر شکریہ احباب محترم ناظر صاحب اعلیٰ

قادیان نے ادا کیا۔ تین ایام میں مندرجہ ذیل عناوین پر علماء کرام کو خطاب کا موقع ملا۔

01	مکرم مولوی عطاء المجیب صاحب لون استاد جامعہ احمدیہ قادیان بعنوان ’’ہستی باری تعالیٰ‘‘
02	مکرم مولانا منیر احمد خادم صاحب ناظر اصلاح وارشاد قادیان، بعنوان ’’سیرت آنحضرتؐ ‘‘(صبر وثبات قدم)
03	مکرم مولانا گیانی تنویر احمد خادم نائب ناظر اصلاح وارشاد قادیان ’’جماعت احمدیہ اور مذہبی رواداری‘‘ (بزبان پنجابی)
04	مکرم مولانا غلام نبی نیاز صاحب مربی سلسلہ۔ ’’دعویٰ حضرت مسیح موعود اور ختم نبوت‘‘
05	مکرم مولوی محمد مصلح الدین صاحب سعدی مربی سلسلہ ’’دعوت الی اللہ اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں‘‘ (جہاد کی حقیقت)
06	مکرم مولانا محمد نسیم خان صاحب ناظر امور عامہ قادیان ’’سیرت حضرت مسیح موعودؑ حقوق العباد اپنوں اور غیروں سے‘‘
07	مکرم شیراز احمد صاحب ناظر تعلیم قادیان ’’عصر حاضر کے اقتصادی بحران کا حل دینی تعلیمات کی روشنی میں‘‘
08	مکرم شعیب احمد صاحب ناظم مال وقف جدید وافسر جلسہ سالانہ قادیان ’’جماعت احمدیہ اور مالی قربانی‘‘
09	مکرم مولانا سلطان احمد ظفر پرنسپل جامعۃ المبشرین قادیان ’’خلافت علی منہاج نبوت، امت کا اتحاد خلافت سے وابستہ ہے‘‘
10	مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان ’’دین حق اور عائلی زندگی‘‘
11	مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ وناظر دعوت الی اللہ ربوہ ’’شہدائے اولین وآخرین کا مقام ومرتبہ‘‘

ان تقاریر کے علاوہ مختلف مہمانوں نے جن کا تعلق مختلف علاقوں اور مذاہب اور مکتبہ ہائے فکر سے تھا انہوں نے بھی حاضرین جلسہ سے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کی مذہبی رواداری کو سراہا۔

حضور انور کا اختتامی خطاب: جلسہ سالانہ کا معراج سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لندن سے خطاب تھا۔ اس مقصد کے لئے بیت الفتوح کے طاہر ہال کو خوبصورتی کے ساتھ جلسہ سالانہ قادیان کے لئے سجایا گیا تھا اور وہاں ہزاروں احمدی موجود تھے جو برطانیہ کے علاوہ دوسرے ممالک سے بھی آئے تھے۔ ہندوستانی وقت کے مطابق 03:30 بجے لندن سے اختتامی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک کے ساتھ ہوا۔ نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے حاضرین جلسہ سالانہ قادیان سے روح پرور خطاب فرمایا۔ جلسہ قادیان کے مناظر بھی Live دکھائے جا رہے تھے اور لندن اور قادیان کے نعرے اور مناظر MTA کے ذریعہ دنیا بھر میں نشر ہو رہے تھے۔ جلسہ گاہ قادیان میں بڑی سکرین لگائی گئی تھی جس پر لندن سے براہ راست کارروائی دیکھی جا رہی تھی۔ اختتامی دعا کے بعد قادیان اور لندن سے مختلف نظموں اور ترانوں کا دور شروع ہوا جلسہ سالانہ قادیان کی حاضری 17 ہزار سے زائد رہی۔

متفرق امور: جلسہ قادیان کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے موسم بہت اچھا رہا۔ جس کی وجہ سے احباب جماعت شدت

سردی کے بد اثرات سے محفوظ رہے۔جلسہ کے اختتام کے اگلے روز ہی قادیان میں بارش ہوئی۔قادیان میں لوگ مقدس مقامات جن میں بیت اقصیٰ، بیت المبارک، بیت الفکر، بیت الدعا، الدار یعنی حضرت مسیح موعودؑ کا گھر جس کے سبھی در و دیوار مقدس اور تاریخی اہمیت کے حامل ہیں کی زیارت اور وہاں نوافل کی ادائیگی کرتے رہے۔اسی طرح بہشتی مقبرہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل اور کبار رفقاء کے مزارات ہیں وہاں دعا کے لئے جاتے رہے۔

امسال مخزن تصاویر کا اضافہ تھا جہاں احباب بڑے ذوق وشوق کے ساتھ جاتے اور تصویری نمائش سے جماعتی تاریخ سے استفادہ کرتے رہے۔25/دسمبر 2010ء کو دارالصناعۃ قادیان میں ایک دعائیہ وتعارفی تقریب ہوئی جس کے مہمان خصوصی چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید تھے۔اس موقع پر مکرم مخدوم شریف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور مکرم نوید احمد خان صاحب نے دارالصناعۃ کا تعارف کروایا اور جملہ مہمانان کو دارالصناعۃ کا وزٹ کروایا اور وہاں پر سکھائے جانے والے ہنر کے بارہ میں معلومات دیں۔یہاں پر الیکٹرک، ویلڈنگ، پلمبنگ، آٹو مکینک اور بلڈنگ پینٹ وغیرہ کے کام سکھائے جا رہے ہیں۔دارالصناعۃ کی عمارت کوٹھی دارالسلام میں واقع ہے اور اسی کوٹھی میں تزئین قادیان کے تحت ایک نرسری بھی کام کر رہی ہے جو ماحول قادیان کی خوبصورتی میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔جلسہ سالانہ کے بعد 29/دسمبر کو سرائے طاہر میں ایک مشاعرہ کا اہتمام کیا گیا امسال اس کا موضوع شہدائے احمدیت تھا۔لوگوں کی ایک بڑی تعداد شعراء کے کلام سے مستفیض ہوئی۔

قادیان میں بیت المبارک میں عورتوں اور بیت اقصیٰ میں مردوں کے لئے باجماعت نمازوں کا اہتمام تھا۔ باجماعت نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد علماء کے درس سے بھی احباب نے استفادہ کیا۔ان دونوں بیوت کے ساتھ ساتھ قادیان کی باقی بیوت الذکر جن کی کل تعداد اب 12 ہو چکی ہے وہاں بھی نمازوں کا انتظام تھا۔

جلسہ سالانہ قادیان میں تقریباً چالیس ممالک کے احباب شریک تھے اور ہندوستان کے دور نزدیک سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ شامل ہوئے جو مختلف رنگ ونسل اور مختلف زبانیں بولنے والے تھے لیکن یہ سب قیام توحید اور دین واحد کے لئے جمع تھے اور رشتہ تو دو وتعارف میں منسلک تھے۔ان کے رنگ اور زبان تو مختلف تھے لیکن دلوں کی دھڑکن ایک امام کے ساتھ ساتھ دھڑکتی تھی۔جلسہ سالانہ ملت واحدہ کے قیام میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے اور اس کا عملی نمونہ جلسہ قادیان میں ہمیں دکھائی دیتا ہے۔اور حضرت مسیح موعودؑ کی بیان کردہ اس پیشگوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔دین حق کی صداقت کا مشاہدہ کر کے اپنے ایمان کو تازہ کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سب شاملین جلسہ کو ان تمام دعاؤں کا وارث بنائے جو حضرت مسیح موعودؑ نے شرکاء جلسہ کے لئے کی ہیں۔آمین۔

جماعت کپورتھلہ کا اخلاص

﴿مکرمہ کوثر ضیاء صاحبہ راولپنڈی﴾

جب بھی دنیا میں کوئی مامور من اللہ آتا ہے تو بے شمار قسم کی تائیدات الٰہی اُس کو اپنے حصار میں لے لیتی ہیں۔ کیسے کیسے خارق عادت نشانات آسمان سے بھی اور زمین سے بھی ظاہر ہوتے ہیں لیکن ان سے بھی سوا یہ کہ خدا تعالیٰ فدائین کی ایک جماعت ان کو عطا کرتا ہے جو دیوانہ وار اس مامور من اللہ کے قدموں کی خاک پا بنتے ہیں اور اخلاص و وفا کے نظارے دنیا دیکھتی ہے۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ جو کہ وجہ تخلیق کائنات اور نبیوں کے سردار ہیں۔ آپؐ پر ایمان لانے والوں نے فدائیت کی عجیب تاریخ رقم کی انہوں نے کہا ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ لیکن آپ پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ قادیان کی گمنام بستی میں ''انا المسیح الموعود'' کی آواز بلند کرنے والی ہستی کو بھی ایسی فدائی، جان نثار کرنے والی پیاری جماعت عطا ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ کو ایسے فدائین عطا ہوئے جن پر رہتی دنیا تک ناز کیا جاتا رہے گا۔ بعض علاقوں کی مٹی نے ایسے وفادار سپوتوں کو جنم دیا کہ وہ مٹی بھی ہمیشہ کے لئے اخلاص و وفا کا نشان بن گئی۔ ایسی ہی ایک خوش نصیب سرزمین کپورتھلہ کی ٹھہری جو رہتی دنیا تک مسیح پاک کی دعاؤں کی وارث بن گئی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی) ۱۹۰۹ء کے ایک سفر کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں: ''والدہ صاحبہ..... نے کپورتھلہ میں ٹھہرنا تھا.......... ہم کپورتھلہ پہنچے۔ یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا بھی کچھ مدت قیام رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ خاص خاص جگہوں میں خاص خاص خصوصیتیں ہوتی ہیں۔ کپورتھلہ کی مٹی میں خدا تعالیٰ نے وہ اثر رکھا ہے کہ یہاں جس قدر لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں کسی دلیل۔ کسی معجزہ کسی نشان کی وجہ سے نہیں ہوئے اور نہ انہیں کسی کشف و کرامت کی ضرورت ہے کہ ان کے ایمان کو قائم رکھے۔ بڑے سے بڑا ابتلا ہو اور کیسا ہی سخت امتحان ہو۔ ان لوگوں پر خدا کا کچھ ایسا فضل ہے کہ ان کا پائے ثبات ذرہ بھی لغزش نہیں کھاتا۔ اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی معجزانہ زندگی کو دیکھ کر آپ کی بیعت ہی نہیں کی بلکہ عشق پیدا کیا ہے اور یہاں تک ترقی کی ہے کہ ''لیلیٰ را بچشم مجنوں بائید دید'' کا معاملہ ہو گیا ہے۔ ان لوگوں نے خدا کے مرسل کی زندگی کو دیکھ لیا ہے۔ کہ وہ کیسی پاک اور صاف تھی.......... قرآن شریف نے بھی لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا (یونس:17) کے ایک چھوٹے سے جملہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ وہی محبت اور اخلاص کا رنگ اس جماعت نے بھی اپنے دل پر کھینچا ہے۔ چنانچہ اس جماعت کے ایک بزرگ کی نسبت حضرت صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ مجھے یہ تو خطرہ نہیں کہ انہیں کبھی میری وجہ سے کوئی

ابتلا آئے گا۔ ہاں یہ ڈر ہے کہ محبت کے جوش میں حد سے نہ بڑھ جاویں۔ چنانچہ ان کا یہی اخلاص اور محبت ہی حضرت صاحب کو وہاں کھینچ کر لے گئی اور یہی ہمیں بھی وہاں لے گیا ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص سے ہمیں محبت ہے اس کے متعلقین سے بھی قدرتاً محبت ہوتی ہے۔ اس لئے سچی دوستی کی نشانی یہی سمجھی گئی ہے کہ ایک دوست دوسرے دوست کے مال وجان اور عزیز واقارب کا اسی طرح محافظ ہو۔ اور چاہنے والا ہو جیسے کہ وہ اپنے مال وجان کی حفاظت کرتا اور اپنے عزیز و اقارب کو چاہتا ہے۔ پس وہ شخص جس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ اقرار کیا ہو کہ ہم تجھ سے تمام دنیا کے رشتوں اور دوستیوں سے بڑھ کر سلوک کریں گے۔ اس کی ہر ایک چیز کیوں پیاری نہ ہو۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اس جماعت کو ہم (سے) ایک خاص محبت اور اخلاص ہے بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ محض اخلاص ہی اخلاص ہے اور نفسانی خواہشیں ان میں بالکل نہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت صاحب نے ان کو ایک موقع پر لکھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ قیامت کو بھی میرے ساتھ ہوں گے کیونکہ دنیا میں بھی آپ نے میرا ساتھ دیا ہے۔" اس جگہ میں نے کامل ایمان کے کئی نمونے دیکھے اور سنے لیکن ایک بات نے تو مجھ پر وہ اثر کیا کہ میری روح کو قولِ بلیٰ یاد آ گیا۔ اور اگرچہ اس کا لکھنا شاید عام لوگوں کے لئے مفید ثابت نہ ہو۔ لیکن بعض بامذاق لوگوں کے لئے جن کو خاص ذوقی بات عام دلائل سے زیادہ فائدہ مند ہوتی ہے۔ شاید مفید ثابت ہو۔ منشی محمد اروڑا صاحب جو حضرت صاحب کے نہایت پرانے مریدین میں سے ہیں اور حضرت اقدس سے خاص محبت جو شاید دوسری جگہ بہت کم ملے رکھتے ہیں۔ انہوں نے سنایا کہ ایک دفعہ حضرت اقدس نے مجھ سے پوچھا کہ سب لوگ دعا کے لئے کہتے ہیں اور آپ بالکل نہیں کہتے اس کی کیا وجہ ہے انہوں نے جواب دیا کہ مجھے کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ میں آپ خدا تعالیٰ سے مانگ لیتا ہوں اور اس وقت آپ پر اس کے احسانات اور کرم ہیں۔ ان کو زیر نظر رکھ لیتا ہوں اور وہ کام خود بخود ہو جاتا ہے۔ مجھے اس سے ایک تو ان کے ایمان پر خیال گیا کہ کیا ایمان ہے اور خدا تعالیٰ کے رحموں پر کس قدر بھروسہ ہے اور دوسرے حضرت اقدس کی سچائی پر کیا ایمان ہے اور دوسری طرف میرا خیال حضرت ابراہیمؑ کی طرف گیا۔ چونکہ وہ ایک عظیم الشان نبی تھے اس لئے انہوں نے بھی ایمان کا اس قسم کا نمونہ دکھایا ہے۔ جو کہ ان کی طہارت نفس کی وجہ سے بہت ارفع ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل آپ کے پاس آئے اور کہا کہ کچھ خواہش ہو تو فرمائیے۔ آپ نے نہایت بے توجہی سے جواب دیا کہ کچھ نہیں۔ میری تم سے کچھ غرض نہیں۔ انہوں نے دوبارہ کہا کہ خدا تعالیٰ سے کچھ پیغام ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے کوئی واسطہ پسند نہیں۔ انہوں نے سہ بارہ کہا کہ اچھا تو دعا کیجئے۔ آپؑ نے جواب دیا کہ وہ آپ نہیں دیکھتا جو میں اسے سناؤں۔ میرا کیا حال ہے۔ سبحان اللہ کیسا ایمان ہے اور کیسا غنا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ قرآن شریف میں جہاں حضرت ابراہیمؑ کا کچھ ذکر آئے وہیں قرآن شریف کی عبارت محبت سے بھری معلوم ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ محبّ اپنے محبوب کا ذکر کر رہا ہے۔"

(رفقاء احمد جلد ۴ ص ۱۵۲ تا ۱۵۳)

اپنے وطن کی سیر

تھرو نگر پارکر کا تعارف

﴿مکرم محمد عاصم حلیم صاحب معلم وقف جدید﴾

پاکستان کے صوبہ پنجاب کے جنوب مشرق میں واقع تھل روہی اور چولستان کی طرح صوبہ سندھ کے جنوب مشرق میں ہی واقع تھر ونگر جو ''رن آف کچھ'' کے عقب میں واقع ہے دونوں علاقے ملتے جلتے ہیں۔ اوّل الذکر علاقہ تو کچھ تعلیمی لحاظ سے اور دیگر سہولتوں سے آراستہ ہے، مگر یہ علاقہ اکثر بنیادی ضروریات یعنی تعلیم، بجلی، پانی اور طبی سہولتوں سے محروم ہے۔ محکمہ تعلیم سندھ نے یہاں اسکولوں کی خوبصورت عمارتیں تو بنادیں، مگر تعلیم دینے اور تعلیم حاصل کرنے والوں سے محروم نظر آتی ہے۔ اگرچہ یہاں جبری تعلیم کا بھی تصور ہے مگر حالات کے پیش نظر والدین اور بچوں کو ابھی اتنا شعور نہیں جتنا ہونا چاہئے۔ بعض دور دراز علاقوں کے لوگ اس سے بے بہرہ ہیں اور اساتذہ بھی یہاں عدم تعاون کا شکار ہیں۔ یہ علاقہ تھر ونگر ہزاروں میل رقبہ نگر، چھاچھرو اور ڈیپلو کی تحصیلوں پر مشتمل ہے اور اس کا انحصار کھیتی باڑی کے لیے بارشوں پر ہے۔ اگر موسم کے مطابق وقت پر بارشیں ہو جائیں تو ہر طرف سبزہ، شادابی اور خوشحالی قابل دید ہوتی ہے اور دور دور سے لوگ آ کر اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ورنہ یہ علاقہ قحط سالی کا شکار ہو جاتا ہے اور مقامی لوگ جانوروں کو لے کر اپر سندھ اور نہری علاقوں میں منتقل ہو جاتے ہیں اور محنت مزدوری سے اپنا گزارہ کرتے ہیں۔

موسم: یہاں کا موسم عموماً معتدل رہتا ہے۔ کراچی، کوئٹہ اور ساحلِ سمندر کی ہوائیں اکثر چلتی رہتی ہیں اور گرمیوں میں راتیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔ سخت گرمی اور سردی کا احساس بھی رہتا ہے۔ سردیوں میں اس علاقہ کے جانور کھلے اور باہر ہی رہتے ہیں۔ چوری اور گم ہونے کا احتمال کم ہوتا ہے۔ اگر ایسا کوئی واقعہ پیش آجائے تو جلد یا بدیر مال حاصل کر لیتے ہیں۔ کھرا لگانے کے یہ لوگ ماہر ہیں۔

خوراک: یہاں کی خوراک عموماً باجرہ اور گندم ہے۔ دودھ، دہی بھی حاصل رہتا ہے۔ چائے بکثرت پی جاتی ہے۔ تل، دال مونگ بھی میسر ہوتے ہیں۔ موسمی بارشوں میں ہونے والی فصل میں تربوز، خربوزہ اور خودرَو چھوٹے من بھاتا خوراک ہیں۔ پھلوں میں پیلوں نمایاں ہیں۔ جنگلی درخت جنڈ کی سانگری یعنی پھلیاں سبزی کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور خشک کر کے سارا سال کام آتی ہیں۔ نیز گوارا کی کچی پھلیوں کا سالن تو بے حد پسند اور مزے دار ہوتا ہے۔

تہذیب: یہاں دن کا آغاز صبح 4،5 بجے عورتیں چکی پر تازہ آٹا پیس کر کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں دودھ بلونا، دُور سے پانی لانا، گائے، بھیڑ، بکریوں کا دودھ نکالنا اور پھر اہل خانہ کو چائے مہیا کرنا، نیز کھیتی باڑی میں بھی مردوں کا ہاتھ بٹانا ان کے فرائض میں شامل ہے۔ لباس مختصر ہونے کے باوجود عورتیں پردہ کی سخت پابند ہیں۔ اپنے رواج کے مطابق بہو اپنے سسر اور ساس

اپنے داماد سے پردہ کرتی ہیں۔رشتہ ناطہ اپنی ذات اور برادری سے باہر کرتے ہیں بلکہ اپنی گوٹھ اور حلقہ سے بھی دور رشتہ کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔بارات میں باراتی کم اور جہیز مختصر ہوتا ہے۔اکثر بارات اونٹوں پر جاتی ہے۔گھوڑے اور بیل گاڑی بھی استعمال کر لیتے ہیں۔

ذرائع آمدورفت: اب تو چند سالوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے لمبے سفر میں کافی حد تک آسانی ہو چکی ہے اور کوچز کا انتظام ہو گیا ہے۔ورنہ کچے راستہ میں یہ سفر بہت کٹھن اور دشوار گزار رہتا تھا۔نوکوٹ تا نگرپارکر تقریباً 200 میل کا سفر 12 گھنٹے میں طے ہوتا۔لیکن مقامی سفر اب بھی پیدل یا اونٹ، گھوڑوں پر کیا جاتا ہے۔گھڑسواری کے یہ لوگ ماہر ہیں۔غریب لوگ اب بھی سندھ سے اپنا سامان یا جانور پیدل ہی لاتے ہیں۔بعض وقت اب بھی سخت گرمی وسردی میں کھلے ٹرکوں پر بچوں اور عورتوں کو سفر کرنا پڑتا ہے۔سفر میں پانی کا ہونا ضروری ہے۔پیدل سفر میں رات کو روشنی ٹارچ اور لاٹھی رکھنا لازمی ہے، کیونکہ سانپ، بچھو اور دیگر حشرات الارض بکثرت پائے جاتے ہیں۔ان کے نقصان کا احتمال ہوتا ہے۔

تمدن: بڑی ذات کے ہندو ٹھاکر اور بنئے، براہمن وغیرہ چھوٹی ذات کے لوگوں سے سخت نفرت کرتے ہیں۔عام دوسری ذاتیں بھیل، کوہلی، میگواڑ نگر کے علاقہ میں کچھ روباری قوم بھی ہے جو زیادہ تر بھیڑ بکریاں پالتے ہیں۔ان روباریوں کا لباس موٹی اون کا ہوتا ہے جو خود ہی تیار کرتے ہیں۔ان کی عورتیں بازوؤں کو ہاتھی دانت یا پلاسٹک کے بنے ہوئے چوڑوں سے مزین کرتی ہیں۔اب تو حالات اور تبدیلیٔ زمانہ کے ساتھ ان میں بھی کافی تبدیلی آرہی ہے۔ہندو بھگت اکثر وشنو ہوتے ہیں۔یعنی کسی قسم کا گوشت نہیں کھاتے۔انڈا، شہد بلکہ سرخ پیاز تک کھانے سے اجتناب کرتے ہیں۔نیز کٹر بھگت تو مادہ سواری اونٹنی اور گھوڑی پر سفر کرنا گناہ اور پاپ تصور کرتے ہیں۔چمڑے کی جوتی کے بجائے لکڑی کی کھڑاواں پہنتے ہیں۔ایسے بھگتوں کو مرنے کے بعد جلانے کی بجائے قبر میں اکڑوں بٹھا کر دفناتے ہیں۔ایسی قبر کو مڑھی کہا جاتا ہے۔(ایسا اکثر نگر کے علاقہ میں ہوتا ہے) یہاں ہندوؤں میں چوری کرنا اور بھیک مانگنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔محنت مزدوری یا قرضہ پر گزارہ کر لیتے ہیں۔

نگرپارکر کے میدانی اور پہاڑی علاقہ میں کھیتی باڑی، جانور پالنے یا تجارت پر انحصار ہے۔یہاں عام طور پر فصلوں میں باجرہ، جوار، گوارا، مونگ، تِل اور بعض علاقہ میں بہت کم گندم بھی ہو جاتی ہے جس کا دارومدار بارش پر ہی ہے۔یہاں عام اور مشہور جنس ارنڈ یعنی ہرنولا ہے اور اسی کی یہاں زیادہ آمدنی ہوتی ہے۔نگرپارکر کے بعض علاقوں میں زمینی ذخیرہ کے طور پر سفید مٹی دریافت ہوئی ہے۔اس کی وجہ سے مقامی لوگوں کو بھی مزدوری ملنے میں کچھ آسانی ہوئی ہے۔اسلام کوٹ کے قریب تھر کے علاقہ میں حال ہی میں کوئلہ کی ایک بھاری مقدار حاصل ہوئی ہے۔اس کے ذریعہ بھی مزدوری ملنے میں کافی آسانی ہو جائے گی۔نیز امید ہے کہ یہ سرزمین بھی اب آہستہ آہستہ مزید خزانے اگلے گی۔(انشاءاللہ)

تفریحی مشاغل: مقامی لوگوں میں تفریحی مشاغل کا بھی بے حد شوق ہے۔سندھ کا مشہور کھیل ملھ اور ملاکھڑا کا یہاں بھی رواج اور شوق ہے۔اس کے علاوہ مقامی موسیقی میں یہ لوگ، چنگ، پاوا (یعنی ڈبل بانسری) ہارمونیا، تنبورہ اور کھٹلا بجانے کے شوقین ہیں۔غلیل سے شکار کرنے کے بھی ماہر ہیں۔شادیوں کے موقع پر عورتوں اور مردوں کی ساری ساری رات

گیت گانے اور ناش بنی جاری رہتی ہے۔ ڈھولکی بجانے کے سب استاد ہیں۔ مذہبی طور پر بھی محفل اور اجتماع میں ساری رات بسر کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی مہمان نواز ہیں۔ مہمان نوازی ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ گھر میں جو میسر ہو مہمانوں کو بے تکلف پیش کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں میں مذہبی تعصب نہیں ہے بلکہ مذہبی باتیں بڑے ذوق وشوق سے سنتے اور ان سے محظوظ ہوتے ہیں۔ یہاں لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا۔ ان کو محبت، پیار اور ہمدردی سے رہنا پسند ہے۔ شادی بیاہ اور دوسری تقریبات کے موقع پر ہندو، مسلمان ایک دوسرے کی دعوتوں میں شریک ہوتے ہیں۔ مگر کھانا اور خورونوش کا انتظام الگ الگ خود کرتے ہیں یا کرایا جاتا ہے۔

قابلِ دید مقامات: نگرشہر کے شمال میں چند میل کے فاصلہ اور گوٹھ بوڈی سر کے قریب ایک قدیم اور یادگار مسجد ہے جو بڑے بڑے سنگ مرمر کے بلاکوں سے بنائی گئی ہے۔ بظاہر چھوٹی مگر خوبصورت ہے۔ اس کے قریب ہی سادہ پتھروں سے بنا ایک اونچا مندر بھی موجود ہے جو کسی مسلمان بادشاہ کی آمد اور قیام پر دونوں بنائے گئے تھے۔ ان کے علاوہ ایک وسیع تالاب بھی بنا ہوا ہے جو ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ اسی قسم کے اس علاقہ میں اور بھی کئی کچے اور پختہ تالاب ہیں جو موسمی بارشوں سے بھر جاتے ہیں۔ اس علاقہ کو یہی پانی مہیا کرتے ہیں۔ جانور، انسان، چرند، پرند بلکہ کپڑوں کے دھونے اور نہانے کا بھی یہی واحد ذریعہ ہیں۔ اسی طرح نگرشہر کے مغرب میں واقع جبل (پہاڑ) میں ہندوؤں کا ایک پرانا مندر اور استھان ہے جو سالدھڑا مندر کہلاتا ہے جہاں آج بھی ہر سال بڑا میلہ لگتا ہے اور یہاں کے تالاب میں گنگا یاترا کی طرح سب اشنان کرتے ہیں۔ یہاں ہر قوم اور ہندو ذات کی الگ الگ محفل لگتی ہے جہاں بھگتی کے طور پر بھجن گاتے ہیں جنہیں یہ لوگ ستسنگ کہتے ہیں۔ ہمیں بھی کئی بار وہاں جانے کا موقع ملا ہے اور ان کی ایسی محفلوں سے (دعوت الی اللہ کا) فائدہ اٹھایا ہے۔

نوکوٹ شہر سے مشرق کی طرف تھر میں داخل ہوں تو ساتھ ہی ایک بہت پرانا اور وسیع و یادگار قلعہ واقع ہے۔ جس سے ہی تھرپارکر کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کے بعد وجوا، مٹھی، اسلام کوٹ، باہی کاڑ، آڈے کاڑ، دانو واندل اونڈڑو، سُندر، دوڑ، ویراوہ، نگرپارکر شہر آدھیگام، حباسر، صابوسن، لاکڑ کھڈیو، کاسبو، سُوراچند، رَن پور، پھولپورہ، ڈیڈھویرا، اونٹ کپاڑیو، راٹھی اور کویا وغیرہ دیہات اور گوٹھیں واقع ہیں۔

زبان و بول چال: مقامی طور پر عام بولی جانے والی زبان تو سندھی ہے جو اسکولوں میں پڑھی اور سمجھی جاتی ہے مگر کچھ علاقہ کی زبانیں الگ الگ بھی ہیں جیسے تھری، مارواڑی، پارکری، ہندی اور گجراتی وغیرہ۔ ان کے استقبالیے الفاظ وفقرے کچھ اس طرح ہیں۔ رام رام، حاز اھورا، ساجہ سارا، چاک سکروڑہ، کاڑھیں کھیر کھیں، آڑا پاڑا، نوا موتا وغیرہ۔ ان زبانوں کے علاوہ ایک ایسی زبان بھی ہے جو یہاں چھوٹا بڑا سب سمجھتا ہے اور اس کی وجہ سے یہاں دوستوں کی کوئی کمی نہیں یعنی وہ زبان محبت کی زبان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تھر ونگرپارکر کے علاقہ کو احمدیت اپنے نور سے منور کر رہی ہے اور یہاں کے لوگوں کی اخلاقی، طبی، معاشرتی اور روحانی ترقی میں خدمت بجالا رہی ہے۔

اخبار مجالس

﴿قیادت عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان﴾

تقریب آمین مورخہ 20 دسمبر 2010ء کو مجلس انصار اللہ مقامی کے زیر اہتمام چھٹی تقریب آمین منعقد ہوئی جس کی صدارت صدر محترم مجلس انصار اللہ پاکستان مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے کی امسال چار انصار نے قرآن کریم پہلی مرتبہ پڑھنے کی توفیق پائی ۔ پہلی مرتبہ قرآن کریم ناظرہ پڑھنے والے انصار کی اجتماعی آمین کا سلسلہ 2005ء میں شروع ہوا تھا اس وقت سے اب تک 32 انصار کو پہلی مرتبہ قرآن شریف ناظرہ پڑھنے کی توفیق ملی ہے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم منتظم صاحب تعلیم القرآن و وقف عارضی نے رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں انصار نے صدر محترم کو باری باری قرآن سنایا پھر صدر محترم نے قرآن کریم پڑھنے والے انصار اور ان کے اساتذہ کو انعامات تقسیم فرمائے اور خطاب کیا۔

تقریب تقسیم انعامات مجالس کریم نگر و دارالنور فیصل آباد: مورخہ 12 دسمبر 2010ء کو ڈیرہ حضور انور رضا احمد نگر پر مجالس انصار اللہ کریم نگر و دارالنور فیصل آباد کی تقریب تقسیم انعامات زیر صدارت محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان ہوئی ۔ صدر محترم اور مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اول نے خطاب کیا ۔ دوران سال ہر دو مجالس کے علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن لینے والے انصار کو محترم صدر مجلس نے انعامات عطا فرمائے ۔

ریفریشر کورس:۔ 2 رجنوری کو ضلع سرگودھا کی عاملہ اور نگران حلقہ جات کا ریفریشر کورس سرگودھا میں منعقد ہوا جس میں 36 عہدیداران شامل ہوئے ۔ مکرم چوہدری عطاء الرحمان محمود صاحب قائد عمومی ، مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد اصلاح وارشاد اور مکرم شکیل احمد قریشی صاحب نائب قائد اصلاح وارشاد نے ھدایات دیں ۔

نظامت ضلع فیصل آباد:۔ مورخہ 14 دسمبر 2010ء کو بمقام دارالحمد مسعود آباد میں نظامت ضلع فیصل آباد کے عہدیداران مجلس عاملہ کا ریفریشر کورس زیر صدارت مکرم حفیظ احمد صاحب مربی سلسلہ منعقد ہوا جس میں شعبہ وار جائزہ لیا گیا اور تفصیلی ہدایات دی گئیں، حاضری ضلعی عاملہ کے 24 اراکین اور 3 انصار۔

میڈیکل کیمپ

جماعت احمدیہ کوٹلی افغاناں ضلع منڈی بہاؤالدین: نومبر 2010ء کے دوران مکرم اطہر حفیظ صاحب سلسلہ نے میڈیکل کیمپ لگا کر 300 مریضوں کو ہومیو پیتھک ادویات دیں ۔

مجلس ماڈل کالونی کراچی: دوران ماہ دسمبر 2010ء 5 میڈیکل کیمپ لگائے گئے ۔ تین ڈاکٹر صاحبان نے تعاون کیا ۔ سینکڑوں مریضوں نے استفادہ کیا ۔

زعامت علیا گلشن پارک لاہور۔ دسمبر 2010ء کے دوران زعامت علیا گلشن پارک لاہور کے زیر اہتمام 2 میڈیکل کیمپس میں 2 ڈاکٹر صاحبان نے 341 مریضوں کو 1600 روپے کی ادویات دیں ۔

مجلس بیت الاحد لاہور۔26دسمبر 2010ءکوتین ڈاکٹر صاحبان نے22مریضان کو چیک کر کے ادویات دیں۔

ایثار ، وقار عمل

زعامت علیا گلشن پارک لاہور۔ 25دسمبر کی صبح تمام انصار نے اپنے اپنے گھروں کے باہر سامنے والے حصہ کی صفائی کی جسمیں 81 انصار، 35خدام اور28اطفال نے حصہ لیا۔سیلاب زدگان کی امداد کے لئے 4700روپے جمع کروائے اور دوران ماہ دسمبر 8،انصار نے تین ہسپتالوں کا دورہ کر کے 37مریضوں کی عیادت کی اور ان میں دودھ اور پھل تقسیم کئے گئے۔

مجلس بیت الاحد لاہور:۔ 19دسمبر 2010ءکوایک ہسپتال کے مریضوں کی عیادت کی۔پھلوں کے 60 پیکٹ بھی مریضوں کو پیش کئے گئے۔

مجلس اورنگی ٹائون کراچی۔19دسمبر 2010ءکوتمام انصار نے اپنے اپنے گھروں کے سامنے صفائی کی اور ایک گلی کی بھی صفائی کی گئی۔68انصار نے شمولیت کی۔

زعامت علیاء اورنگی ٹائون کراچی نے19دسمبر کوانفرادی وقارعمل کے ذریعےگھروں اور ماحول کی صفائی کروائی۔8انصار شامل ہوئے۔

زعامت علیا محمود آباد کراچی نے5دسمبر 2010ءکواجتماعی وقارعمل کے ذریعہ شاہراہ فیصل پر اسٹیل سٹرکچر کے پل کی سائیڈز پر جمع مٹی اور کوڑے کومسلسل دو گھنٹے کام کر کے صاف کیا۔۷انصار اور دو اطفال شامل ہوئے۔

مجلس دارالحمد مسعود آباد کے زیر اہتمام تمام انصار نے اپنے گھروں کے سامنے اور بعض گلیوں اور بیوت الذکر کی صفائی کی۔حلقہ مظفر کالونی،ملت کالونی،سمن آباد کے 41،انصار شامل ہوئے۔

مجلس چک 96 گ۔ب صریح ضلع فیصل آباد: ماہ دسمبر 2010ء کے دوران 2وقارعمل کئے۔سولنگ کی مرمت کر کے راستہ گزرنے کے قابل بنایا گیا۔160فٹ لمبے سولنگ کوٹھیک کیا،اس میں 13انصار نے حصہ لیا۔

اجتماعی سیر اور پکنک

مجلس بیت الاحد لاہور کے 10انصار اور 3اطفال نے 25دسمبر کوگلشن اقبال لاہور میں اجتماعی سیر اور پکنک کی۔

مجلس اورنگی ٹائون۔27دسمبر کوانصار22خدام اور ایک طفل نے سائیکل سفر میں حصہ لیا۔

مجلس ڈرگ روڈ کراچی: مورخہ 25دسمبر 2010ءکواجتماعی سیر میں 20انصار،خدام اور 17اطفال نے حصہ لیا۔ 2 کلومیٹر سیر کی۔

مجلس گلشن جامی کراچی: 25دسمبر کواجتماعی سیر اور سائیکل سفر کاانعقاد کیا گیا۔6انصار اور 5اطفال نے 10 کلومیٹر فاصلہ طے کیا،اجتماعی سیر میں 34انصار اور ایک طفل نے حصہ لیا۔

ورزشی مقابلہ جات: انصاراللہ مقامی ربوہ کی سپورٹس ریلی اکتوبر تا دسمبر 2010ء کاانعقاد ہوا۔اس کی تقسیم انعامات کی تقریب19دسمبر 2010ءکوانصاراللہ مقامی کے ہال میں منعقد ہوئی۔مہمان خصوصی محترم پروفیسر عبدالجلیل صاحب صادق قائد ذہانت وصحت جسمانی تھے۔11 کھیلوں کے 18مقابلے ہوئے جن میں ربوہ بھر سے 44حلقہ جات کے کل 204انصار نے شمولیت کی۔نمایاں پوزیشن لینے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

مقابلہ مقالہ نویسی بعنوان "تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں"

برائے مجلس انصار اللہ پاکستان

قواعد ، ذیلی عناوین و امدادی کتب 11-2010ء

☆**قواعد**: عنوان مقالہ "**تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں**"

☆ **مقالہ کے الفاظ 60ہزار سے کم اور ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد نہ ہوں۔ ایسے مقالہ جات مقابلہ میں شریک نہ کئے جائیں گے جن کے الفاظ کی تعداد 60ہزار سے کم اور ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد ہوگی۔**

☆ **مقالہ نگار پہلے صفحہ پر مقالے کا عنوان، اپنا مکمل نام مع ولدیت، مکمل پوسٹل ایڈریس مع فون نمبرز، اپنی تنظیم اور مجلس کا نام نمایاں طور پر تحریر کریں۔**

☆ **مقالہ نگار اپنے الفاظ کی تعداد کو مقالہ کے ٹائٹل صفحہ پر نمایاں طور سے تحریر کریں۔**

☆ جن کتب کا حوالہ دیا جائے اُن کے مصنفین، کتاب کا نام، ایڈیشن، مطبع، سنِ اشاعت، جلد و صفحہ نمبر درج کیا جائے اور حوالہ جات کو درست اور واضح طور پر تحریر کیا جائے۔

☆ کاغذ کے ایک طرف صاف اور خوشخط تحریر کریں۔ مقالہ کے دائیں طرف حاشیہ ضرور چھوڑیں۔

☆ مقالہ مرکز میں موصول ہونے کی آخری تاریخ **30 ستمبر 2011ء** ہے۔ مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والے مقالہ جات مقابلہ میں شریک نہ کئے جائیں گے۔

☆ اس مقابلہ میں مجلس انصار اللہ پاکستان کے اراکین شریک ہو سکیں گے۔

☆ مجلس انصار اللہ پاکستان کے اراکین اپنے مقالہ جات براہ راست قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان (ربوہ) کو اپنے زعیم کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں۔

☆ مقالہ نویس اراکین کی راہنمائی کے لئے ذیلی عناوین اور امدادی کتب کی فہرست دی جارہی ہے۔ تاہم مقالہ نویس ان کتب کے علاوہ مزید کتب سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ **مقالہ تحریر کرتے وقت قیادت تعلیم کی طرف سے دیئے گئے ذیلی عناوین کی پابندی لازمی ہے۔**

☆ مقالہ نویس مقالہ مرکز میں جمع کروانے سے قبل ایک کاپی اپنے پاس رکھ لیں۔ مرکز میں جمع شدہ مقالہ واپس نہیں کیا جائے گا۔

☆ **مقالہ نویس اراکین کے لئے تمام قواعد کی پابندی لازمی ہے۔**

☆ **انعامات کی تفصیل درج ذیل ہے:**

اوّل :	سیٹ روحانی خزائن	+	سند امتیاز	+	25ہزار روپے نقد
دوم:	سیٹ انوار العلوم	+	سند امتیاز	+	15ہزار روپے نقد
سوم :	سیٹ حقائق الفرقان + سیٹ تفسیر کبیر	+	سند امتیاز	+	10ہزار روپے نقد

ان **تین انعامات** کے علاوہ **دس انعامات** حسن کارکردگی کی بناء پر **اگلی دس پوزیشنز** حاصل کرنے والوں کو **انعامی کتب اور سند امتیاز** کی صورت میں دیئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ مقابلہ میں شرکت کرنے والوں کو **سند شرکت** بھی دی جائے گی۔

ذیلی عناوین:

1- تربیت اولاد کی ضرورت و اہمیت (قرآن و حدیث کی روشنی میں)۔

2- سورۃ لقمان کی آیات سے تربیت اولاد کے دس اصول۔

3- تربیت اولاد اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات۔
4- تربیت اولاد کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات۔
5- تربیت اولاد کے سلسلہ میں خلفائے احمدیت کی نصائح۔
6- تربیت اولاد کے لئے والدین کا اپنا نیک نمونہ پیش کرنا۔
7- تربیت اولاد کا آغاز بچوں کی پیدائش سے ہی کر دینا چاہئے۔
8- تربیت اولاد کے لئے بیوی اور خاوند کے مابین باہمی تعاون کی ضرورت۔
9- خلافت سے محبت اور نظام جماعت اور ذیلی تنظیموں سے وابستگی۔ تربیت اولاد کا زرّیں اصول۔
10- تربیت اولاد کے لئے تحریک وقف نو میں شمولیت کی اہمیت۔
11- تربیت اولاد کے بارہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ رسول ﷺ کے پاکیزہ نمونے۔
12- تربیت اولاد کے لئے حضرت مسیح موعودؑ، حضرت اماں جان، خلفائے احمدیت اور بزرگان سلسلہ کا اسوہ۔
13- تربیت اولاد کا بہترین طریق۔ دردمندانہ دعائیں۔
14- حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کے حق میں دعائیں۔
15- تربیت اولاد میں انصاراللہ کا کردار اور ذمہ داریاں۔

امدادی کتب:

-1	قرآن کریم۔	
-2	کتب احادیث:	صحاح ستہ۔ حدیقۃ الصالحین۔ ریاض الصالحین
-3	تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ	
-4	روحانی خزائن۔	سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ
-5	ملفوظات۔	سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ
-6	مجموعہ اشتہارات۔	سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ
-7	مکتوبات احمد۔	سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ
-8	مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریروں کی رو سے۔	محترم سیّد میر داؤد احمد صاحب
-9	حقائق الفرقان۔	حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نوراللہ مرقدہ
-10	خطبات نور۔	حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نوراللہ مرقدہ
-11	تفسیر صغیر + تفسیر کبیر مکمل۔	حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہ
-12	خطبات محمود۔	حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہ
-13	انوارالعلوم۔	حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہ
-14	تحریک جدید ایک الٰہی تحریک۔	حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہ
-15	احباب جماعت اور اپنی اولاد سے ایک خطاب۔	حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہ
-16	خطبات ناصر۔	حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ
-17	خطبات طاہر۔	حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ
-18	خطابات طاہر (تقاریر جلسہ سالانہ قبل از خلافت)	حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ
-19	خطبات مسرور۔	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

20-	سبیل الرشاد۔ (ہر دو حصص)	شائع کردہ مجلس انصاراللہ پاکستان
21-	مشعل راہ۔ (مکمل)	شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان
22-	الاذھار لذوات الخمار (مکمل سیٹ)	
23-	مضامین بشیر۔	حضرت مرزا بشیر احمد صاحب
24-	اچھی تربیت کے ذریعے اپنی اولاد کی فکر کرو۔	حضرت مرزا بشیر احمد صاحب
25-	اچھی مائیں۔	حضرت مرزا بشیر احمد صاحب
26-	تربیتی مضامین۔	حضرت مرزا بشیر احمد صاحب
27-	چالیس جواہر پارے۔	حضرت مرزا بشیر احمد صاحب
28-	سیرت حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ۔	مکرم محمود احمد عرفانی صاحب
29-	تربیت۔	حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب
30-	تنویر القلوب۔	حضرت مرزا عبدالحق صاحب
31-	تربیت نفس تربیت اولاد۔	حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب
32-	تربیت اولاد کے لئے والدین کی ذمہ داریاں۔	مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب
33-	تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں۔	مکرم مبارک محمود پانی پتی صاحب
34-	احادیث الاخلاق۔	مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف
35-	حضرت محمد ﷺ۔	مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف
36-	روشن ستارے۔	مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف
37-	سیرت صحابہؓ رسولؐ۔	مکرم حافظ مظفر احمد صاحب
38-	اسوہ انسان کامل۔	مکرم حافظ مظفر احمد صاحب
39-	700 احکام خداوندی۔	مکرم حنیف احمد محمود صاحب
40-	لباس۔ مکرم حنیف احمد محمود صاحب	شائع کردہ لجنہ اماء اللہ پاکستان
41-	مشترکہ خاندانی نظام۔ مکرم حنیف احمد محمود صاحب	شائع کردہ لجنہ اماء اللہ پاکستان
42-	سیرت حضرت اماں جان۔	لجنہ اماء اللہ لاہور
43-	سیرت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ۔	لجنہ اماء اللہ لاہور
44-	مضامین ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب۔	لجنہ اماء اللہ کراچی
45-	تربیت اولاد۔	اطفال الاحمدیہ ربوہ
46-	تربیت کے تقاضے۔	مکرم محمد سعید احمد صاحب
47-	بچوں کی پرورش۔	مکرمہ امۃ الرقیب صاحبہ
48-	حقوق والدین۔	مکرمہ عظمیٰ مبارکہ صاحبہ

49- صد سالہ خلافت جوبلی پر لجنہ اماء اللہ پاکستان اور خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے شائع ہونے والی سیرت کی تمام کتب۔

رسائل: ''ریویو آف ریلیجنز''(اردو)۔''الفرقان''۔ماہنامہ:''انصاراللہ''۔''خالد''۔''مصباح''۔''تشحیذ الاذہان''

اخبارات: الحکم۔البدر۔الفضل۔الفضل انٹرنیشنل

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

سیدنا محمود
اور آپ کے بھائی

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب
(1853ء تا 1931ء)

قمرالانبیاء
حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے
(1893ء تا 1963ء)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب
(1889ء تا 1965ء)

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب
(1899ء تا 1907ء)

حضرت مرزا شریف احمد صاحب
(1895ء تا 1961ء)

Monthly **ANSARULLAH**

February 2011

Regd.# MB/FD-8/FR

EDITOR:Muhammad Mahmood Tahir

Ph: (047)-6212982Fax: (047)-6214631(C.Nagar 35460) E-mail:ansarullahpakistan@gmail.com

کمرہ پیدائش

حضرت مصلح موعود

وہ کمرہ (۱۳ ٹیمپل روڈ لاہور) جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو مصلح موعود ہونے کا انکشاف ہوا